بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 74

شمارہ 13

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadr.in

26 رمضان 1446 ہجری قمری ● 27/امان 1404 ہجری شمسی ● 27/مارچ 2025ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَعَلَی الَّذِیۡنَ یُطِیۡقُوۡنَہٗ فِدۡیَۃٌ طَعَامُ مِسۡکِیۡنٍ ؕ ۝

(سورۃ البقرۃ:185)

ترجمہ: اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں ان پر فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 21/مارچ 2025 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، فعال درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

ہر شئے خدا تعالیٰ ہی سے طلب کرنی چاہئے، خدا تعالیٰ تو قادر مطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی روزہ کی طاقت عطا کر سکتا ہے

جب میں نے چھ ماہ روزے رکھے تھے تو ایک دفعہ ایک طائفہ انبیاء کا مجھے ملا اور انہوں نے کہا کہ تو نے کیوں اپنے نفس کو اس قدر مشقت میں ڈالا ہوا ہے اس سے باہر نکل۔ اسی طرح جب انسان اپنے آپ کو خدا کے واسطے مشقت میں ڈالتا ہے تو وہ خود ماں باپ کی طرح رحم کر کے اسے کہتا ہے کہ تو کیوں مشقت میں پڑا ہوا ہے

فدیہ کی غرض

ایک دفعہ میرے دل میں آیا کہ فدیہ کس لئے مقرر کیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ توفیق کے واسطے ہے تا کہ روزہ کی توفیق اس سے حاصل ہو۔ خدا تعالیٰ ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شئے خدا تعالیٰ ہی سے طلب کرنی چاہئے۔ خدا تعالیٰ تو قادر مطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی روزہ کی طاقت عطا کر سکتا ہے تو فدیہ سے یہی مقصود ہے کہ وہ طاقت حاصل ہو جائے اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوتا ہے۔ پس میرے نزدیک خوب ہے کہ (انسان) دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے اور میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ۔ یا اس فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ۔ اور اس سے توفیق طلب کرے تو مجھے یقین ہے کہ ایسے دل کو خدا تعالیٰ طاقت بخش دے گا۔

روزہ کی فرضیت

اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح اس امت میں کوئی قید نہ رکھتا مگر اس نے قیدیں بھلائی کے واسطے رکھی ہیں میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینہ میں مجھے محروم نہ رکھ تو خدا تعالیٰ اسے محروم نہیں رکھتا اور ایسی حالت میں اگر انسان ماہ رمضان میں بیمار ہو جائے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہوتی ہے کیونکہ ہر ایک عمل کا مدار نیت پر ہے مومن کو چاہئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کر دے جو شخص کہ روزے سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت دردِ دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اور اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لئے روزے رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جو نہ ہو تو خدا تعالیٰ اسے ہرگز ثواب سے محروم نہ رکھے گا۔

یہ ایک باریک امر ہے کہ اگر کسی شخص پر (اپنے نفس کے کسل کی وجہ سے) روزہ گراں ہے اور وہ اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ میں بیمار ہوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق ہوں گے اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا تو ایسا شخص جو خدا تعالیٰ کی نعمت کو خود اپنے اوپر گراں گمان کرتا ہے، کب اس ثواب کا مستحق ہوگا۔ ہاں وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آ گیا اور میں اس کا منتظر تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں اور پھر وہ بوجہ بیماری کے روزہ نہیں رکھ سکا تو وہ آسمان پر روزے سے محروم نہیں ہے۔ اس دنیا میں بہت لوگ بہانہ جُو ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم جس طرح اہل دنیا کو دھوکا دے لیتے ہیں ویسے ہی خدا کو فریب دیتے ہیں۔ بہانہ جو اپنے وجود سے آپ مسئلہ تراش کرتے ہیں اور تکلفات شامل کر کے ان مسائل کو صحیح گردانتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ صحیح نہیں۔ تکلفات کا باب بہت وسیع ہے اگر انسان چاہے تو اس (تکلف) کی رو سے ساری عمر بیٹھ کر نماز پڑھتا رہے اور رمضان کے روزے بالکل نہ رکھے مگر خدا اس کی نیت اور ارادہ کو جانتا ہے جو صدق اور اخلاص رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کے دل میں درد ہے اور خدا تعالیٰ اسے ثواب سے زیادہ بھی دیتا ہے کیونکہ دردِ دل ایک قابل قدر شئے ہے۔ حیلہ جُو انسان تاویلوں پر تکیہ کرتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ تکیہ کوئی شئے نہیں۔ جب میں نے چھ ماہ روزے رکھے تھے تو ایک دفعہ ایک طائفہ انبیاء کا مجھے (کشف میں) ملا اور انہوں نے کہا کہ تو نے کیوں اپنے نفس کو اس قدر مشقت میں ڈالا ہوا ہے اس سے باہر نکل۔ اسی طرح جب انسان اپنے آپ کو خدا کے واسطے مشقت میں ڈالتا ہے تو وہ خود ماں باپ کی طرح رحم کر کے اسے کہتا ہے کہ تو کیوں مشقت میں پڑا ہوا ہے۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 563، مطبوعہ قادیان 2003)

......☆......☆......☆......

130 واں جلسہ سالانہ قادیان
مورخہ 26، 27، 28 دسمبر 2025ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 130 ویں جلسہ سالانہ قادیان 2025ء کیلئے مورخہ 26، 27، 28 دسمبر (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ احباب جماعت کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز جو دعائیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے شاملین جلسہ کیلئے کی ہیں ہم سب کو ان کا وارث بنائے۔ آمین۔ اسی طرح اس جلسہ سالانہ کے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ (ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ قادیان)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

آپ صرف اس بات پر مطمئن نہ ہو جائیں کہ آپ نے حضرت مسیح موعود و مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کرلیا ہے
جن کی آمد کی پیشگوئی ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ نے خود فرمائی تھی
بلکہ آپ کو بیعت کی تمام شرائط پر عمل کرنے کی کوشش بھی کرنی چاہئے

خلافت احمدیہ کے روحانی نظام کے ساتھ وفادار رہیں اور خلیفۃ المسیح کے ساتھ ایک مضبوط تعلق قائم کرنے کی کوشش کریں

آپ کو ایم ٹی اے کثرت سے دیکھنا چاہئے اور اپنے اہل خصوصاً اپنے بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہیں
خصوصی طور پر آپ کو میرے خطبات جمعہ کو اور دیگر تقریبات اور مواقع پر میرے خطابات کو باقاعدگی سے سننا چاہئے

میں آپ کو تبلیغ کے حوالے سے آپ کی ذمہ داریاں بھی یاد دلانا چاہتا ہوں جو ہر احمدی مسلمان کے لیے ضروری ہے
تبلیغ کے لیے حکمت سے منصوبے بنائیں اور اسلام احمدیت کے پُرامن پیغام کو مالٹا کے لوگوں تک پہنچانے کے مؤثر ذریعے تلاش کریں

جس حق کو اور ہدایت کو اور سچائی کو تم نے قبول کیا ہے اس کو دنیا میں پھیلاؤ اور بتاؤ
اور یہ پرواہ نہیں ہونی چاہیے کہ لوگ مانتے ہیں کہ نہیں مانتے

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے چھٹے جلسہ سالانہ مالٹا 2024ء کے موقع پر بصیرت افروز پیغام

پیارے احباب جماعت احمدیہ مسلمہ مالٹا،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے بہت خوشی ہے کہ آپ اپنا چھٹا جلسہ سالانہ 20 / اکتوبر 2024ء کو منعقد کر رہے ہیں۔ میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ کو بہت کامیاب کرے اور تمام شاملین بے شمار برکتیں حاصل کریں۔

جیسا کہ آپ کو علم ہے جلسہ سالانہ ایک روحانی تقریب ہے جس کا واحد مقصد یہ ہے کہ احباب جماعت آپس میں اتحاد اور بھائی چارے کے ساتھ جمع ہوں اور دینی علم اور ہمارے مذہب اسلام کی تفہیم اور سمجھ میں ترقی کریں۔ لہٰذا جلسہ مادی فوائد حاصل کرنے یا تفریح کی جگہ نہیں ہے بلکہ اس کے روحانی ماحول سے فائدہ اٹھانے اور اپنی اخلاقی اصلاح کرنے کی کوشش کا موقع ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں یاددہانی یوں کروائی ہے: ’’اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے......‘‘

(اشتہار 27 / دسمبر 1892ء، مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 360، ایڈیشن 2019ء)

آپ صرف اس بات پر مطمئن نہ ہو جائیں کہ آپ نے حضرت مسیح موعود و مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کرلیا ہے جن کی آمد کی پیشگوئی ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمائی تھی۔ بلکہ آپ کو بیعت کی تمام شرائط پر عمل کرنے کی کوشش بھی کرنی چاہئے۔ یہ شرائط بیعت آپ کی زندگی کی مشعل راہ ہونی چاہئیں اور اگر آپ اپنے آپ کو ان شرائط کے مطابق ڈھالیں، خود احتسابی کرتے ہوئے اپنے روز مرہ کے کاموں اور اعمال کا دوبارہ جائزہ لیں گے تب ہی آپ زیادہ بہتر احمدی مسلمان بن سکتے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں آپ دنیا میں ایک حقیقی روحانی انقلاب پیدا کر سکتے ہیں۔ ہر شرط بیعت اپنے اندر بے شمار حکمتیں رکھتی ہے۔ ایک احمدی کو اپنے ایمان کو زندہ رکھنے کے لیے ان میں سے ہر ایک شرط پر خوب غور و فکر کرتے رہنا چاہئے۔

خلافت احمدیہ کے روحانی نظام کے ساتھ وفادار رہیں اور خلیفۃ المسیح کے ساتھ ایک مضبوط تعلق قائم کرنے کی کوشش کریں۔ آپ کو ایم ٹی اے کثرت سے دیکھنا چاہئے اور اپنے اہل خصوصاً اپنے بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہیں۔ خصوصی طور پر آپ کو میرے خطبات جمعہ کو اور دیگر تقریبات اور مواقع پر میرے خطابات کو باقاعدگی سے سننا چاہئے۔ اس سے آپ کا خلافت کے ساتھ مستقل تعلق قائم رہے گا اور آپ کے ایمان کو تقویت بخشے گا۔

میں آپ کو تبلیغ کے حوالے سے آپ کی ذمہ داریاں بھی یاد دلانا چاہتا ہوں جو ہر احمدی مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ تبلیغ کے لیے حکمت سے منصوبے بنائیں اور اسلام احمدیت کے پُرامن پیغام کو مالٹا کے لوگوں تک پہنچانے کے مؤثر ذریعے تلاش کریں۔

تبلیغ کے حوالے سے میں نے ایک دفعہ احباب جماعت کو اس طرح نصیحت کی تھی کہ ’’جس حق کو اور ہدایت کو اور سچائی کو تم نے قبول کیا ہے اس کو دنیا میں پھیلاؤ اور بتاؤ۔ اور یہ پرواہ نہیں ہونی چاہیے کہ لوگ مانتے ہیں کہ نہیں مانتے۔ پیغام یہاں کے ہر شہری تک پہنچ جانا چاہیے۔ ہر ملک کے ہر شہری تک ہر احمدی کو پہنچا دینا چاہیے اور یہی وہ کام ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سپرد فرمایا ہے۔‘‘

(اختتامی خطاب، جلسہ سالانہ بیلجیم 16 / ستمبر 2018ء)

اس لیے آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کی تکمیل کے لیے انتھک کوشش کرنے کا عہد کریں۔ (بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 21 نومبر 2024ء)

اعلان نکاح: از حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 18 / جنوری 2025ء بعد نماز ظہر و عصر مسجد مبارک اسلام آباد میں درج ذیل 4 نکاحوں کا اعلان فرمایا:

(1)	مکرمہ سعدیہ چودھری صاحبہ بنت مکرم جمال دین چودھری صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم حارث احمد صاحب (مربی سلسلہ۔ یوکے) ابن مکرم ندیم انور صاحب
(2)	مکرمہ آفرین منیب صاحبہ (واقفۂ نو) بنت مکرم میجر (ر) منیب احمد صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم مبارز انجم صاحب ابن مکرم پرویز انجم صاحب (یوکے)
(3)	مکرمہ عیشہ خان صاحبہ بنت مکرم عامر مسعود خان صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم عتیق احمد حیات صاحب (واقفِ نو) ابن مکرم لئیق احمد حیات صاحب (یوکے)
(4)	مکرمہ فرحانہ خان صاحبہ (واقفۂ نو) بنت مکرم کاشف شکور خان مہمند صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم ارسلان بشیر بھلی صاحب ابن مکرم شہباز احمد بھلی صاحب (یوکے)

اللہ تعالیٰ یہ اعزاز طرفین کیلئے مبارک فرمائے اور نئے رشتے کے بندھن میں بندھنے والوں کو دین و دنیا کے ثمرات سے نوازے۔ آمین۔

☆......☆......☆

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کوئی وصیت کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو کیونکہ تمام بھلائیوں کی یہ بنیاد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرو کیونکہ یہ مسلمان کی رہبانیت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کیونکہ یہ تیرے لئے نُور ہے۔

(قشیریہ، باب التقویٰ، صفحہ 56)

خطبہ جمعہ

ظالموں پر قابو پانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس عفو، درگزر اور نرمی کا سلوک کیا متعصّب مصنفین اس کا کوئی ذکر نہیں کرتے، تعریف کرنا تو الگ رہا۔
پھر ان کی صلح کی درخواست کو مانتے ہوئے ان سب کو جلا وطن کرنے کی شرط آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلیم کرتے ہوئے ان کو معاف کر دیا۔
پھر اس سے بڑھ کر جب ان یہود نے یہ درخواست کی کہ ہمیں یہیں رہنے دیا جائے ہم کھیتی باڑی کا کام جاری رکھیں اور نصف پیداوار آپ لے لیا کریں۔
آپؐ نے ان کی یہ درخواست بھی تسلیم کر لی اور صلح وسلامتی کا ایک معاہدہ طے پایا

ایک روایت کے مطابق جب حضرت بِشر بن براءؓ نے وفات پائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس (یہودی) عورت کو قتل کر دو تو اسے قتل کر دیا گیا......
لیکن غالب امکان یہی ہے کہ اس عورت کو معاف کر دیا گیا تھا جیسا کہ مسلم کی حدیث سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے
اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہ خیال تھا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جوانی اور گزرے ہوئے ماہ وسال اس بات کی روشن دلیل ہیں کہ آپؐ کو نعوذ باللہ شادیوں کی عیش وعشرت سے کوئی دور کا بھی واسطہ اور تعلق نہ تھا۔
بعد میں جو آپ نے شادیاں کیں اس کی ایک حکمت تھی کہ مخالف قوم اور قبیلے کے درمیان صلح وآشتی اور محبت ومودّت کا تعلق پیدا ہو اور اعتماد کی فضا پیدا ہو۔
جیسے بنو مصطلق کے سردار حارث کی بیٹی جویریہ سے، قریش کے ابوسفیان کی بیٹی ام حبیبہ سے

یہ سب شادیاں یقیناً الٰہی اشارے کے ماتحت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھیں۔ ہاں ان کے نتائج انتہائی بابرکت مصلحتوں کے حامل تھے

کسی حدیث یا تاریخ وسیرت کی کتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وسوانح کے متعلق کوئی بھی روایت بیان ہو تو قرآنی آیت کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر آپؐ کا سب کچھ تھا، اس کی روشنی میں اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں ان چیزوں کو دیکھنا چاہیے اور پرکھنا چاہیے
نہ کہ الزام لگا دیے جائیں اور ہر ایک مستشرق کی بات مان لی جائے اور سمجھا جائے کہ ہم لاجواب ہو گئے ہیں۔
یہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تقدس کو قائم رکھنے کا اصل کام نہ کہ صرف نعرے لگا دینا

غزوۂ خیبر کے تناظر میں سیرت نبوی ﷺ کا بیان

نبی اکرم ﷺ کو زہر دینے کی مذموم سازش اور حضرت صفیہؓ سے شادی کی تفصیلات

دو دن بعد ان شاء اللہ رمضان بھی شروع ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بھرپور فائدہ اٹھانے اور مقبول روزوں کی اور دعاؤں کی ہر ایک کو توفیق عطا فرمائے۔
اس کے لیے دعا بھی کریں اور کوشش بھی کریں

مکرم چودھری محمد انور ریاض صاحب آف ربوہ کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 28 فروری 2025ء بمطابق 28 تبلیغ 1404 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے حوالے سے جنگ میں کیا آپؐ کا اسوہ تھا؟ اس بارے میں خیبر کی جنگ کا ذکر ہو رہا تھا۔

خیبر کی جنگ کے بعد یہود کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی ایک سازش ہوئی تھی اور زہر آلود بکری کا گوشت کھلانے کی کوشش کی گئی تھی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب خیبر فتح ہو گیا اور اہل خیبر کے ساتھ معاہدہ ہو گیا جس کی بنا پر یہ بری طرح شکست کھانے کے بعد ایک بار پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت وشفقت سے اس طرح فیضیاب ہوئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف یہ کہ ان کو معاف کر دیا بلکہ خیبر میں رہنے کی بھی اجازت دے دی۔ لوگ مطمئن ہو گئے تو ایک روز یہود خیبر کی فوج کے سپہ سالار سَلَّام بن مِشْکَم کی بیوی زینب بنت حارث نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں بھنی ہوئی بکری کا گوشت پیش کیا اور کہا کہ آپ کے لیے ہدیہ لائی ہوں۔ بعض جگہ یہ بھی ملتا ہے کہ اس سازش میں صرف یہ اکیلی عورت شامل نہ تھی بلکہ یہود کے کچھ اَور لوگ بھی تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر وہ ہدیہ لے کر آپؐ کے سامنے رکھ دیا گیا۔ وہاں کچھ صحابہ بھی موجود تھے جن میں حضرت بِشر بن بَرَاءؓ بھی تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ قریب آ جاؤ۔ اس کے بعد آپؐ نے اس میں سے دستی کا گوشت اٹھایا اور اس میں سے تھوڑا سا ٹکڑا لیا۔ دوسرے لوگوں نے بھی لیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ہاتھ روک لو کیونکہ یہ دستی کا گوشت بتا رہا ہے کہ یہ زہر آلود ہے۔ حضرت بِشر بن براءؓ جو وہاں موجود تھے کہتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو یہ عزت وسربلندی عطا فرمائی۔ جو لقمہ میں نے کھایا اس میں مجھے کچھ محسوس ہوا تھا مگر میں نے صرف اس لیے اس کو نہیں اُگلا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا خراب ہو گا۔ پھر جب آپؐ نے لقمہ اگل دیا تو مجھے اپنے سے زیادہ آپؐ کا خیال ہوا اور مجھے یہ خوشی ہوئی کہ آپؐ نے اس کو نگلا نہیں۔ حضرت بِشرؓ ابھی اپنی جگہ سے اٹھے نہ تھے کہ ان کے جسم کی رنگت تبدیل ہونی شروع ہو گئی اور پھر اس قدر بیمار پڑ گئے کہ خود سے کروٹ بھی نہیں بدل سکتے تھے۔ یہاں تک کہ قریباً ایک سال کے بعد ان کی وفات ہو گئی۔ جبکہ بعض

نے کہا ہے کہ حضرت بِشر بن براءؓ اپنی جگہ سے اٹھنے ہی نہ پائے تھے کہ وفات ہوگئی۔ دو روایتیں ہیں۔

(سیرت الحلبیہ جلد 3 صفحہ 79 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت) (بخاری، کتاب المغازی، باب اذا غدر المشرکون بالمسلمین حدیث 3169) (ایام فی حیاۃ الرسول ﷺ، از قلم فاروق حمادۃ، صفحہ 144، دار السلام، قاہرہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو بلا بھیجا اور کہا کہ کیا تُو نے اس بکری میں زہر ملایا تھا؟ اس نے کہا کہ آپؐ کو کس نے خبر دی؟ آپؐ نے فرمایا مجھے اس دستی کے گوشت نے خبر دی ہے جو میرے ہاتھ میں ہے۔ اس نے کہا کہ ہاں میں نے زہر ملایا تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تمہیں کس نے یہ کام کرنے کو کہا تھا؟ اس نے کہا کہ آپؐ نے میری قوم کے ساتھ جو کیا ہے وہ آپؐ پر مخفی نہیں ہے۔ مَیں نے یہ سوچا کہ اگر آپؐ بادشاہ ہیں تو ہم آپؐ سے نجات پا جائیں گے اور اگر آپؐ نبی ہیں تو آپؐ کو خبر دے دی جائے گی۔ آپؐ نے اس عورت سے درگزر فرمایا یعنی معاف کر دیا۔ آپؐ نے اس عورت سے کوئی بدلہ نہ لیا۔ ایک دوسری روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کہا کہ تجھے ایسا کرنے پر کس نے ابھارا ہے؟ اس نے کہا آپؐ نے میرے باپ اور میرے چچا اور خاوند اور بھائی کو قتل کیا ہے۔

ایک روایت کے مطابق جب حضرت بِشر بن براءؓ نے وفات پائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس عورت کو قتل کر دو تو اسے قتل کر دیا گیا۔ یہ بھی ایک روایت ہے۔

(سبل الہدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 135، 134 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

صحیح مسلم میں روایت ہے کہ اس عورت کو قتل نہیں کیا گیا

چنانچہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زہر ملا بکری کا گوشت لائی۔ آپؐ نے اس میں سے کچھ کھا لیا۔ پھر عورت کو آپؐ کے پاس لایا گیا۔ آپؐ نے اس عورت سے اس کے بارے میں پوچھا۔ اس عورت نے کہا میرا ارادہ آپ کو قتل کرنے کا تھا۔ آپؐ نے فرمایا یہ ہو نہیں سکتا تھا کہ اللہ تمہیں اس کی طاقت دے یا فرمایا مجھ پر اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی طاقت دے۔ راوی کہتے ہیں لوگوں نے کہا کیا ہم اس عورت کو قتل نہ کر دیں جس نے یہ ارادہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ مَیں اس کا اثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے میں محسوس کرتا تھا۔ (صحیح مسلم کتاب السلام باب السم مترجم جلد 12 صفحہ 66 نور فاؤنڈیشن)

علامہ نَوَوِی نے صحیح مسلم کی شرح میں لکھا ہے کہ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قتل کروا دیا تھا اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو حضرت بِشرؓ کے وارثوں کے سپرد کر دیا تھا جنہوں نے اسے قتل کر دیا۔ محدثین کا اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کروا دیا تھا۔ قاضی عیاض کے مطابق قتل کرنے اور نہ کرنے والی روایات کی اس طرح تطبیق کی جاسکتی ہے کہ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قتل نہیں کیا تھا مگر جب حضرت بِشرؓ کا انتقال ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو حضرت بِشرؓ کے وارثوں کے سپرد کر دیا جنہوں نے اسے قصاص کے طور پر قتل کر دیا۔

(المنہاج شرح صحیح مسلم جلد 14 صفحہ 1638 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

لیکن غالب امکان یہی ہے کہ اس عورت کو معاف کر دیا گیا تھا جیسا کہ مسلم کی حدیث سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہ خیال تھا۔

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ”ایک یہودی عورت نے صحابہؓ سے پوچھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جانور کے کس حصہ کا گوشت زیادہ پسند ہے؟ صحابہؓ نے بتایا کہ آپؐ کو دست کا گوشت زیادہ پسند ہے۔ اس پر اس نے بکرا ذبح کیا اور پتھروں پر اس کے کباب بنائے اور پھر اس گوشت میں زہر ملا دیا۔ خصوصاً بازوؤں میں جس کے متعلق اسے بتایا گیا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہاں کا گوشت زیادہ پسند کرتے ہیں۔ سورج ڈوبنے کے بعد جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شام کی نماز پڑھ کر اپنے ڈیرے کی طرف واپس آ رہے تھے تو آپؐ نے دیکھا کہ آپؐ کے خیمے کے پاس ایک عورت بیٹھی ہے۔ آپؐ نے اس سے پوچھا۔ بی بی! تمہارا کیا کام ہے؟ اس نے کہا اے ابوالقاسم! میں آپؐ کے لیے ایک تحفہ لائی ہوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ساتھی صحابیؓ سے فرمایا جو چیز یہ دیتی ہے اس سے لے لو۔ اس کے بعد آپؐ کھانے کے لیے بیٹھے تو کھانے پر وہ بھنا ہوا گوشت بھی رکھا گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے ایک لقمہ کھایا اور آپؐ کے ایک صحابی بشیر بن البراء بن المعرور نے بھی لقمہ کھایا۔“ صحابی کا نام یہاں سہو لگتا ہے۔ یہاں ”بشیر“ کے بجائے ”بِشر“ ہونا چاہیے۔ ”اتنے میں باقی صحابہؓ نے بھی گوشت کھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو آپؐ نے فرمایا مت کھاؤ کیونکہ اس ہاتھ نے مجھے خبر دی ہے کہ گوشت میں زہر ملا ہوا ہے (اس کے یہ معنی نہیں کہ آپؐ کو اس بارہ میں کوئی الہام ہوا تھا بلکہ یہ عرب کا محاورہ ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کا گوشت چکھ کر مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے ایک دیوار کے متعلق آتا ہے کہ وہ گرنا چاہتی تھی جس کے محض یہ معنی ہیں کہ اس میں گرنے کے آثار پیدا ہو چکے تھے۔ پس اس جگہ پر بھی یہ مراد نہیں کہ آپؐ نے فرمایا وہ دست بولا بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس کا گوشت چکھنے پر مجھے معلوم ہوا ہے۔ چنانچہ اگلا فقرہ ان معنوں کی وضاحت کر دیتا ہے)۔ اس پر بِشرؓ نے کہا کہ جس خدا نے آپؐ کو عزت دی ہے اس کی قسم کھا کر میں کہتا ہوں کہ مجھے بھی اس لقمہ میں زہر معلوم ہوا ہے۔ میرا دل چاہتا تھا کہ میں اس کو پھینک دوں لیکن میں نے سمجھا کہ اگر میں نے ایسا کیا تو شاید آپ کی طبیعت پر گراں گزرے اور آپؐ کا کھانا خراب نہ ہو جائے اور جب آپؐ نے وہ لقمہ نگلا تو میں نے بھی آپؐ کے تتبع میں نگل لیا۔ گو میرا دل یہ کہہ رہا تھا کہ چونکہ مجھے شبہ ہے کہ اس میں زہر ہے اس لیے کاش! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ لقمہ نہ نگلیں“۔ حضرت مصلح موعود نے نگلنے کا ذکر کیا ہے لیکن دوسری روایات میں یہ ہے کہ نگلا نہیں تھا نکال دیا تھا۔ بہرحال اس کے بعد آپؓ کہتے ہیں کہ ”اس کے تھوڑی دیر بعد بِشرؓ کی طبیعت خراب ہوگئی اور بعض روایتوں میں تو یہ ہے کہ وہ وہیں خیبر میں فوت ہو گئے اور بعض میں یہ ہے کہ اس کے بعد کچھ عرصہ بیمار رہے اور اس کے بعد فوت ہو گئے۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ گوشت اس کا ایک کتے کے آگے ڈلوایا جس کے کھانے سے وہ مر گیا۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو بلایا اور فرمایا تم نے اس بکری میں زہر ملایا ہے؟ اس نے کہا آپؐ کو یہ کس نے بتایا ہے؟ آپؐ کے ہاتھ میں اس وقت بکری کا دست تھا۔ آپؐ نے فرمایا اس ہاتھ نے مجھے بتایا ہے۔ اس پر اس عورت نے سمجھ لیا کہ آپؐ پر یہ راز کھل گیا ہے اور اس نے اقرار کیا کہ اس نے زہر ملایا ہے۔ اس پر آپؐ نے اس سے پوچھا کہ اس ناپسندیدہ فعل پر تم کو کس بات نے آمادہ کیا؟ اس نے جواب دیا کہ میری قوم سے آپؐ کی لڑائی ہوئی تھی اور میرے رشتہ دار اس لڑائی میں مارے گئے تھے۔ میرے دل میں یہ خیال آیا کہ میں ان کو زہر دے دوں۔ اگر ان کا کاروبار انسانی“ رہا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ” کا کاروبار انسانی کاروبار ہوگا تو ہمیں ان سے نجات حاصل ہو جائے گی اور اگر یہ واقعہ میں نبی ہوں گے تو خدا تعالیٰ ان کو خود بچا لے گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یہ بات سن کر اسے معاف فرما دیا اور اس کی سزا جو یقیناً قتل تھی نہ دی۔“

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 327 تا 329)

یہ حضرت مصلح موعودؓ کا خیال ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اس زہر کی وجہ سے ہوئی ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

صحیح بخاری میں ہے حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مرض الموت میں فرماتے تھے کہ اے عائشہ! اس کھانے کی تکلیف جو خیبر میں مَیں نے کھایا تھا مجھے ہمیشہ محسوس ہوتی رہی اور اب بھی اس زہر سے میں اپنی رگیں کٹتی ہوئی محسوس کر رہا ہوں۔ اس حدیث سے استنباط کرتے ہوئے بعض مسلمان مفسرین اور محدثین نے یہ کہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات گویا خیبر کے موقع پر کھائے جانے والے اسی زہریلے گوشت کی وجہ سے ہوئی اور اس وفات کو اس وجہ سے شہادت سے تعبیر کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہید اعظم تھے۔

(دلائل النبوۃ جلد 4 صفحہ 264 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (فتح الباری جلد 8 صفحہ 166 قدیمی کتب خانہ کراچی) (صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی ﷺ ووفاتہ حدیث 4428) (صحیح بخاری کتاب الھبہ باب قبول الھدیہ حدیث 2617)

حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس تکلّف کی ضرورت نہیں۔ نبی تو اس مقام اور مرتبہ کا حامل ہوتا ہے کہ وہ شہید بھی ہوتا ہے، صدیق بھی ہوتا ہے بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو ایسا کہنا دشمن کو ہنسی کا موقع دینے کے مترادف ہے۔ یہود نے تو اس لیے زہر دیا تھا کہ اگر یہ خدا کا سچا نبی ہوگا تو اس زہر سے بچ جائے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچ جانے کی وجہ سے انہوں نے جان لیا کہ آپؐ واقعی خدا کے سچے نبی ہیں اور ان کی نگاہ میں تو یہ ایک معجزہ قرار پایا لیکن بعض سادہ لوح ہیں کہ وہ اس زہر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو تسلیم کرنے کو تیار بیٹھے ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہرگز ہرگز اس زہر کی وجہ سے نہیں ہوئی تھی۔ یہ تو صرف ایک تکلیف کا اظہار تھا اور ہر کوئی جانتا ہے کہ بعض اوقات کوئی جسمانی تکلیف یا زخم یا بیماری کبھی کبھی کسی خاص موقع پر یا خاص موسم میں کسی سبب سے باہر آ جاتی ہے۔ اگر اس کی تفصیل میں جائیں تو یہ بھی ملتا ہے کہ زہر ملا ہوا یہ گوشت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ میں ڈال دیا تھا لیکن نگلا نہیں تھا اور منہ میں جانے کی وجہ سے آپ کے حلق یا کوے پر زخم آ گیا تھا اور کبھی کبھار کھانے کے دوران اس میں تکلیف محسوس فرماتے تھے اور اسی تکلیف کا اظہار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری بیماری میں فرمایا ہوگا۔

(فتح الباری جلد 16 صفحہ 303 قدیمی کتب خانہ کراچی) (سیرت الحلبیہ جلد 3 صفحہ 79 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

خیبر کی جنگ کے حوالے سے حضرت صفیہؓ سے شادی کا بھی ذکر ملتا ہے۔ اس کی تفصیل میں لکھا ہے کہ خیبر کے

ارشاد باری تعالیٰ

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ

(سورۃ المجادلہ:22)

ترجمہ: اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ ضرور مَیں اور میرے رسول غالب آئیں گے

طالب دعا: بی۔ ایم۔ خلیل احمد ولد مکرم بی۔ ایم۔ بشیر احمد صاحب وافراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

ارشاد باری تعالیٰ

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (النساء:111)

ترجمہ: اور جو بھی کوئی بُرا فعل کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے

پھر اللہ سے بخشش طلب کرے وہ اللہ کو بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا پائے گا

طالب دعا: سید بشیر الدین محمود احمد افضل مع فیملی وافراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

قلعہ نَزَار کو جب فتح کیا گیا تو وہاں بہت سے قیدی بھی بنائے گئے۔ ان قیدیوں میں حضرت صفیہؓ اور ان کی چچازاد اور دیگر عورتیں تھیں۔ بعض کتب میں نَزَار کی جگہ قموص قلعہ کا نام ملتا ہے۔ حضرت صفیہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کَتِیْبَہ کے قلعوں میں پہنچنے سے قبل ہی نَزَار کے قلعے میں قیدی بنالیا تھا۔

(ماخوذ از فتح خیبر از علامہ محمد احمد باشمیل صفحہ 161 نفیس اکیڈمی کراچی) (السیرۃ النبویہ لابن ہشام صفحہ 697 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

کِنَانَہ کی رائے کے مطابق قلعہ نَزَار زیادہ مضبوط تھا اس لیے ان لوگوں نے عورتوں اور بچوں کو قلعہ نَزَار میں منتقل کر دیا تھا۔ (سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 8 صفحہ 424 دار السلام)

حضرت صفیہؓ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے میں آنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شادی کی تفصیلات یوں بیان ہوئی ہیں کہ خیبر میں جب قیدیوں کو اکٹھا کیا گیا تو حضرت دِحیَہ آئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے ان قیدیوں میں سے ایک لڑکی دیجئے۔ فرمایا جاؤ ایک لڑکی لے لو۔ انہوں نے حُیَیّ بن اَخْطَب کی بیٹی صفیہ کو لے لیا۔ اس پر ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے نبیؐ! آپؐ نے دِحیَہ کو حُیَیّ کی بیٹی دے دی ہے جو بنی قریظہ اور بنو نضیر کی شہزادی ہے۔ وہ تو آپؐ کے علاوہ کسی کے لیے مناسب نہیں۔ فرمایا اسے اس کے ساتھ بلا لاؤ۔ وہ ان کو لے آیا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو فرمایا ان قیدیوں میں سے اس کے سوا کوئی اور لڑکی تم لے لو۔ حضرت انسؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہؓ کو آزاد کر دیا۔

مسند احمد بن حنبل کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہؓ سے فرمایا کہ میں تمہیں آزاد کرتا ہوں۔ چاہو تو مجھ سے شادی کر لو اور چاہو تو اپنے قبیلہ کی طرف واپس چلی جاؤ۔ دو choices ہیں۔ جس پر انہوں نے آزادی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی کو پسند کیا۔ ایک دوسری روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 357 حدیث نمبر 12436 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از صلابی صفحہ 281، 280 مکتبہ دار السلام)

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت دِحیَہؓ کو فرمایا کہ کوئی اَور لونڈی لے جاؤ۔ تو ایک روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حضرت صفیہؓ کی چچازاد بہن یا کِنَانَہ بن رَبِیْع کی بہن عطا کی۔ بعض روایات کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت دِحیَہؓ کو سات غلام یا لونڈیاں دیں اور حضرت صفیہؓ کو حضرت ام سلمہؓ کے پاس بھیج دیا۔ (الاکتفاء جلد 1 صفحہ 187 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (سیرۃ النبیؐ از شبلی نعمانی جلد 1 صفحہ 329 مکتبہ اسلامیہ) (البدایہ والنہایہ جلد 6 صفحہ 293 مطبوعہ دار ھجر) (نجاح القاری شرح صحیح بخاری جلد 13 صفحہ 106 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

خیبر کے تمام معاملات سے فارغ ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر سے روانہ ہوئے اور کوئی چھ میل کے فاصلے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں پڑاؤ کرنا چاہا تا کہ حضرت صفیہؓ سے شادی کی تکمیل ہو سکے لیکن حضرت صفیہؓ کی خواہش پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کو جاری رکھا اور خیبر سے قریباً بارہ میل کے فاصلے پر صَہْبَاء مقام پر پڑاؤ کیا۔ حضرت ام سُلَیمؓ نے دلہن کو تیار کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہؓ سے پوچھا کہ پہلی جگہ پر پڑاؤ کرنے سے کیوں روک دیا تھا؟ تو ان کے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ نے کس قدر حضرت صفیہؓ کے دل کو صاف کر دیا تھا۔ یہودی سردار کی بیٹی اور ایک یہودی سردار کی بیوی جس کا باپ مسلمانوں کے ہاتھوں سے غزوۂ خندق کے بعد قتل ہوا تھا۔ اس کا خاوند اور خاوند بھی وہ کہ ابھی دو ماہ قبل شادی ہوئی تھی چند روز قبل مارا گیا تھا۔ جس کا چچا بھی مارا گیا اور بھی قریبی رشتہ دار مارے گئے۔ وہ خود بیان کرتی ہیں کہ میرے دل میں آپؐ کے بارے میں شدید نفرت تھی لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں پہلی بار ملی تو بہت ہی محبت اور شفقت سے مجھے ملے اور بار بار مجھ سے عذر فرماتے رہے کہ اے صفیہؓ! تیرا باپ سارے عرب کو ہمارے خلاف تیار کر کے لے آیا تھا اور اُس نے یہ کیا، اُس نے یہ کیا اور آخر کار ہمیں اپنے دفاع کے لیے خیبر آنا پڑا تا کہ اُس کی سازشوں کے خلاف کارروائی کریں۔ حضرت صفیہؓ بیان کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی کثرت سے اور اتنی محبت سے یہ بات بار بار بیان کی کہ میرا دل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بالکل صاف ہو گیا اور مَیں پہلی مجلس سے ہی اٹھی ہوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مجھ کو کوئی محبوب نہ تھا اور جب خیبر سے واپسی کا سفر شروع ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان سے حسنِ سلوک کا یہ عالم تھا کہ جب سفر کے لیے روانہ ہونے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری پر ان کے بیٹھنے کے لیے اپنی چادر کو تہ کر کے وہاں رکھا۔ پھر اپنا گھٹنا زمین پر رکھا جس پر حضرت صفیہؓ اپنا پاؤں رکھ کر اونٹ پر سوار ہوئیں۔ راستے میں جب حضرت صفیہؓ کو اونگھ آتی اور سر ہودج سے ٹکرانے لگتا تو اپنے ہاتھ مبارک سے حضرت صفیہؓ کے سر کو تھامتے اور فرماتے کہ کہیں چوٹ نہ لگ جائے۔ کیونکہ حضرت صفیہؓ ازواجِ مطہرات میں شامل ہو چکی تھیں اس لیے خیبر سے واپسی پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے پیچھے اونٹ پر سوار کیا اور پردے کے لیے ان پر چادر ڈال دی جس سے یہ واضح ہو کہ وہ آپؐ کی لونڈی نہیں بلکہ بیوی ہیں۔

بہرحال چھ میل پر نہ رکنے کا انہوں نے جو جواب دیا اس کی تفصیل یوں بیان ہوئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ کا ہی اثر تھا کہ حضرت صفیہؓ کو دنیا جہان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اَور کوئی محبوب نہ تھا۔ چنانچہ حضرت صفیہؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیا کہ آپؐ خیبر کے بہت قریب پڑاؤ کرنا چاہتے تھے تو مجھے اپنی قوم سے خوف تھا کہ کہیں وہ آپ کو کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرے۔ اس لیے میں نے چاہا کہ آپؐ خیبر سے کچھ مزید دور نکل کر قیام فرمائیں۔ یہود کی سازشوں اور ان کے خطرناک ارادوں سے صحابہ بھی واقف تھے اور خیبر کی زینب نامی خاتون کے زہر ملے کھانے کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی سازش کو ابھی چند روز ہی گزرے تھے اس لیے آپؐ کے جانثار صحابہؓ اب کسی بھی لمحے آپؐ سے غافل نہیں رہنا چاہتے تھے۔

یہاں ابوایوبؓ کا واقعہ بیان ہوتا ہے جنہوں نے رات کو پہرا دیا اور ان کا ایک معصومانہ اور عاشقانہ مظاہرہ اس شادی کے دوران دیکھنے میں آیا اور وہ اس طرح ہے کہ رات گزرنے کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت اپنے خیمے سے باہر نکلے تو کیا دیکھا کہ حضرت ابوایوب انصاریؓ تلوار ہاتھ میں لیے آپ کے خیمے کے باہر چاک و چوبند کھڑے ہیں۔ آپؐ نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! مجھے اس یہودی نومسلم خاتون یعنی حضرت صفیہؓ سے اندیشہ ہوا کہ اس کا باپ اور خاوند اور اس کی قوم کے لوگ قتل ہوئے ہیں اور ابھی نئی نئی مسلمان ہوئی ہے آپؐ کو کوئی نقصان نہ پہنچا دے۔ اس لیے میں ساری رات تلوار لیے باہر پہرہ دیتا رہا۔ حضرت ابوایوبؓ کی اس معصومانہ محبت کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دعا دیتے ہوئے فرمایا۔ اے اللہ! ابوایوبؓ کی حفاظت فرما جیسے انہوں نے میری حفاظت کرتے ہوئے رات بسر کی۔ ان کا نام خالد بن زید تھا یہ وہی صحابی ہیں جن کو ہجرت مدینہ کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی ماہ تک میزبانی کا شرف حاصل ہوا۔ پچاس ہجری میں ایک مہم کے دوران وفات پائی اور استنبول میں ان کا مزار ہے۔

بہرحال اگلے روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دعوتِ ولیمہ کا انتظام کیا گیا یہ دعوتِ ولیمہ بھی بہت پُروقار اور سادہ تھی۔ کھجور، پنیر اور گھی سے تیار شدہ حَیْس تھا جو سب کے لیے تیار کیا گیا۔ تین دن کے قیام کے بعد یہاں سے روانگی ہوئی۔ حضرت صفیہؓ کی آزادی ہی ان کا حق مہر قرار پایا۔

حضرت صفیہؓ کی ایک خواب کا بھی ذکر ملتا ہے جس کی صداقت بھی اس شادی سے واضح ہوتی ہے۔ چنانچہ روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہؓ کی آنکھ کے قریب نیل کا نشان دیکھا تو پوچھا کہ یہ چوٹ کا نشان کس وجہ سے ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ آپؐ کے خیبر آنے سے چند روز قبل یا بعض روایات کے مطابق خیبر کے محاصرہ کے دنوں میں مَیں نے ایک خواب دیکھا کہ چاند یثرب کی طرف سے آیا ہے اور میری جھولی میں گر گیا ہے۔ میں نے یہ خواب اپنے شوہر کِنَانَہ کو بتایا تو اس نے میرے چہرے پر ایک زوردار تھپڑ رسید کیا کہ تم یثرب کے اس بادشاہ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی کے خواب دیکھ رہی ہو۔

(السیرۃ الحلبیہ جلد 3 صفحہ 65 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (سیرت ابن ہشام صفحہ 698 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد 8 صفحہ 423-424 بزم اقبال لاہور) (ماخوذ از اسد الغابہ جلد 2 صفحہ 123، 121 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (نجاح القاری شرح بخاری، جلد 13 صفحہ 551 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (سیرت النبیؐ از صلابی صفحہ 281 دار السلام) (امتاع الاسماع جلد 10 صفحہ 56 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

بعض روایات کے مطابق یہ خواب بہت پرانا تھا اور ان کے والد حُیَیّ نے تھپڑ مارا تھا لیکن زیادہ تر کتب میں یہی ہے کہ ان کے خاوند نے تھپڑ مارا تھا اور یہی زیادہ قرین قیاس ہے۔ حضرت صفیہؓ کا نام زینب تھا لیکن مالِ غنیمت تقسیم ہونے سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لے کر آزاد کر دیا تھا اور اس وقت کے دستور کے مطابق مالِ غنیمت کی تقسیم سے قبل جو اموال سردار کے لیے ہو اس کو صَفِیَّہ یا اَلصَّفی کہا جاتا تھا۔ اس مناسبت سے ان کا نام صفیہ معروف ہو گیا۔ حضرت صفیہؓ نے پچاس ہجری میں حضرت امیر معاویہؓ کے زمانے میں وفات پائی اور جنت البقیع میں تدفین ہوئی۔

(سیرۃ النبی از شبلی نعمانی جلد 2 صفحہ 709-710 مکتبہ اسلامیہ) (شرح زرقانی جلد 3 صفحہ 269 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت صفیہؓ کی شادی پر بھی مستشرقین تنقید کرتے ہیں اور اپنی عادت کے مطابق حضرت صفیہؓ کی شادی پر بعض اعتراض کرتے ہیں جو ان کی اپنی جہالت اور تعصب کی دلیل ہے۔ مثلاً انسائیکلوپیڈیا بریٹینیکا کے نویں

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (صحیح بخاری، جلد 2، کتاب الاذان)

اے اللہ! مَیں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور تیرے سوا کوئی بھی گناہوں کی مغفرت کرنے والا نہیں ہے۔ سو اپنی جناب سے میری مغفرت فرما اور مجھے رحمت سے نواز۔ یقیناً تو ہی غفور و رحیم ہے۔

طالب دعا: سید وسیم احمد و افراد خاندان (جماعت احمدیہ سورو ضلع بالاسور، صوبہ اڈیشہ)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کا بندہ جتنا کسی کو معاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی زیادہ اسے عزّت میں بڑھاتا ہے

(مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب استحباب العفو والتواضع)

طالب دعا: شیخ صادق علی و افراد خاندان (جماعت احمدیہ تالبرکوٹ، صوبہ اڈیشہ)

ایڈیشن میں Muhammadanism کے تحت لکھا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اس کامیاب معرکے کا آخری کارنامہ بادشاہ کی بیٹی سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا عقد تھا۔ صفیہ کو ایسے شخص سے ذرا بھی کراہت نہ ہوئی، یہ مستشرق لکھ رہا ہے کہ جو اس کے باپ حُیَیّ اور اس کے شوہر کِنَانَہ کے قتل کا باعث تھا بلکہ نہایت شان سے اس نے اپنے آپ کو نئے رنگ میں رنگ لیا۔ اس سے زیادہ قابلِ ستائش تو ایک دوسری یہودیہ زینب کا طرزِ عمل تھا جس نے اپنی قوم کے قاتل کو زہر دینے کی کوشش کی اور اس جرم کی پاداش میں جان سے ہاتھ دھو بیٹھی۔ یہ کوشش ناکام رہی لیکن کہا جاتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آخری علالت میں بھی اس زہر کا اثر محسوس کرتے تھے، یعنی صفیہ پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں اس کا خاوند اور باپ مارا گیا اور چاہیے تو یہ تھا کہ کچھ غیرت کا مظاہرہ کرتی اور اس کا بدلہ لیتی لیکن انہوں نے اپنے مفاد کو ترجیح دیتے ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی کر لی۔ اس کے بالمقابل دوسری یہودی عورت جس نے زہر دیا تھا اس کی یہ تعریف کر رہا ہے کہ اس نے کم از کم غیرت کا مظاہرہ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مارنے کی کوشش کی۔

ان مصنفین کی اسلام اور بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض و عناد کی کوئی حد نہیں ہے۔ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ ذرا سی عقل سلیم رکھنے والا شخص ان کی تحریرات سے کیا نتیجہ اخذ کر سکتا ہے۔ تعصب کا زہر ہے جو ان کی تحریرات سے خود بخود عیاں ہوتا چلا جاتا ہے۔ انصاف سے کام نہیں لیتے۔

خیبر کے یہود کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زبردست مقابلہ ہوا۔ پھر انہوں نے بری طرح شکست کھائی۔ اس کے بعد ان سے کیا سلوک ہونا چاہیے تھا؟ یہ جنگی قاعدہ چاہے اُس زمانے کا ہو یا آج کل کی مہذب دنیا کا، اس کے مطابق اگر ان سب کو تہ تیغ بھی کر دیا جاتا تو یہ جائز تھا۔ ان کی بائبل کی رو سے بھی اور اس وقت کے قواعد اور طریق کے مطابق بھی یہ سب جائز تھا لیکن ان ظالموں پر قابو پانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس عفو، درگزر اور نرمی کا سلوک کیا اس کا کوئی ذکر نہیں کرتے تعریف کرنا تو الگ رہا۔ پھر ان کی صلح کی درخواست کو مانتے ہوئے ان سب کو جلا وطن کرنے کی شرط آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلیم کرتے ہوئے ان کو معاف کر دیا۔ پھر اس سے بڑھ کر جب ان یہود نے یہ درخواست کی کہ ہمیں یہیں رہنے دیا جائے ہم کھیتی باڑی کا کام جاری رکھیں اور نصف پیداوار آپ لے لیا کریں۔ آپ نے ان کی یہ درخواست بھی تسلیم کر لی اور صلح و سلامتی کا ایک معاہدہ طے پایا لیکن ابھی اس معاہدے کی سیاہی بھی خشک نہیں ہوئی تھی کہ ان لوگوں نے سازش کر کے ایک عورت کے ذریعہ سے آپؐ کو زہر دلوانے کی کوشش کی اور اس عورت نے جرم تسلیم بھی کر لیا جیسا کہ ابھی بتایا۔ آج کی مہذب دنیا کے مہذب لوگ جو تعلیم یافتہ کہلاتے ہیں وہ ایسی بدعہد عورت کو ایک قومی ہیرو کے طور پر پیش کر رہے ہیں اور جس عورت نے حق و صداقت کو پا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ کا خود مشاہدہ کر کے سچائی کو قبول کر لیا اور باوجود آزادی کے پروانے کے جو آپؐ نے فرمایا تھا کہ آزاد ہو تم، اس بات کو ترجیح دی کہ آپؐ کے ساتھ رہے اس پہ تنقید کرتے ہیں۔ یعنی اس وقت تو شخصی آزادی اور عدل و انصاف کے تمام اصول بھول جاتے ہیں۔ پھر اسی طرح بعض دوسرے معترضین اعتراض کرتے ہیں اور بدنما انداز میں اعتراض کرتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہؓ کے حسن کی تعریف سنی تو حضرت دِحْیَہؓ سے انہیں واپس مانگ لیا اور خود ان سے شادی کر لی وغیرہ۔ اصل میں یہ اعتراض تو اپنی ذہنی پستی کی وجہ سے یہ لوگ کرتے ہیں اور دوسرے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی سوانح اور سیرت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کے دل تعصب سے بھرے ہوئے ہیں۔ اگر یہ لوگ انصاف کی نظر سے اور پاک دل سے دیکھیں تو ایسی سوچ نہ رکھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گزری ہوئی زندگی پر نظر ڈالی جائے جس کی طرف قرآن کریم بھی بڑے خوبصورت انداز میں توجہ دلاتا ہے کہ

فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِیۡکُمۡ عُمُرًا مِّنۡ قَبۡلِہٖ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ (یونس:17) کہ پس میں اس رسالت سے پہلے بھی تمہارے درمیان ایک لمبی عمر گزار چکا ہوں تو کیا تم عقل نہیں کرتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بھرپور جوانی کیسے گزاری اس قوم میں جہاں شراب اور شباب کی محفلیں نہ صرف عام تھیں بلکہ فخر کے اظہار کے طور پر اس کا ذکر کیا جاتا تھا۔ آپ نے اپنی ساری جوانی ایک بیوہ اور معزز اور شریف عورت کے ساتھ شادی کر کے گزاری اور کم و بیش پچاس سال کی عمر تک اسی ایک بیوی کے ساتھ زندگی بسر کی۔ خوبصورت سے خوبصورت عورت کی پیشکش خود سرداران قریش نے آپ کو کی تھی جیسا کہ تاریخ سے ثابت ہے لیکن آپ نے ان کی پیشکش کو ٹھکرا دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جوانی اور گزرے ہوئے یہ ماہ و سال اس بات کی روشن دلیل ہیں کہ آپ کو نعوذ باللہ شادیوں کی عیش و عشرت سے کوئی دور کا بھی واسطہ اور تعلق نہ تھا۔ بعد میں جو آپ نے شادیاں کیں اس کی ایک حکمت تھی کہ مخالف قوم اور قبیلے کے درمیان صلح و آشتی اور محبت و مودّت کا تعلق پیدا ہو اور اعتماد کی فضا پیدا ہو۔ جیسے بنو مصطلق کے سردار حارث کی بیٹی جویریہ سے، قریش کے ابوسفیان کی بیٹی ام حبیبہ سے۔

ایسے ہی ؓ خیبر فتح ہوا تو بجائے اس کے کہ قبیلے کے سردار کی بیوی اور بیٹی کو غلام اور لونڈی کے طور پر ایک عام شخص کے حوالے کر دیا جاتا، اس کی ذلت اور رسوائی کی جاتی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو روحانی دنیا کے بادشاہ تھے، مدینہ کی ریاست کے بھی سربراہ تھے انہوں نے حضرت صفیہ کو پہلے آزاد کیا اور ان کی عزت افزائی کی۔ پھر ان کو اپنے گھر والوں کی طرف جانے کی پیشکش کر کے ان کے مقام و مرتبہ کو اَور بڑھایا۔ جاؤ اپنے گھر والوں کی طرف جا سکتی ہو۔ پھر ان کے ساتھ شادی کر کے ان کو وہ مقام دیا کہ تمام مومنین کی ماں کہلائیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ان کے قبائل اور خاندان کی عزت و توقیر میں بھی اضافہ ہوا اور معاشرے میں امن و سلامتی کی ایک فضا پیدا ہوئی۔ ولیم منٹگمری واٹ ایک سکاٹش مستشرق ہے جس نے اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بہت سخت ریمارکس اپنی کتب میں دیے ہیں۔ اس کی ایک کتاب کا نام ''Muhammad at Medina'' ہے۔ اس کتاب میں متعصب ہونے کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شادیوں کے بارے میں وہ یہ لکھنے پر مجبور ہوا ہے کہ یہودیوں کی بیٹیوں صفیہ اور ریحانہ سے شادی استوار کرنے کے سیاسی محرکات ہو سکتے ہیں۔ یہ نہیں کہا کہ کوئی خوبصورتی پسند آئی ہے بلکہ کہتا ہے سیاسی محرکات ہو سکتے ہیں۔ جہاں تک اس یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شادیوں یا ضمنی فہرست میں خواتین کے ساتھ مجوزہ شادیوں کا تعلق ہے غالباً اس کا بنیادی مقصد سیاسی تھا۔ کم از کم اتنا تو یہ تسلیم کر لیا کہ کوئی غلط نظر نہیں تھی۔

(p . 5 5 8 Encyclopedia Britannica 9th Edition Vol 16)

(Muhammad At Medina By Montgomery Watt p.288)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ ایک مشہور مستشرق ولیم میور کے حضرت صفیہؓ کی شادی پر اس طرح کے اعتراض کے جواب میں فرماتے ہیں کہ ''مسٹر میور (Muir) نے اعتراض کیا مگر وہ جانتا نہ تھا کہ ملک عرب میں دستور تھا کہ مفتوحہ ملک کے سردار کی بیٹی یا بیوی سے ملک میں امن و امان قائم کرنے اور اس ملک کے مقتدر لوگوں سے محبت پیدا کرنے کے لیے شادیاں کیا کرتے تھے۔ تمام رعایا اور شاہی کنبہ والے مطمئن ہو جایا کرتے تھے کہ اب کوئی کھٹکا نہیں۔ چنانچہ خیبر کی فتح کے بعد تمام یہود نے وہیں رہنا پسند کیا۔'' (خطبات نور صفحہ 532)

حضرت صفیہؓ کی شادی کے حوالے سے ہمارے سیرت نگار اور مؤرخین نے بھی بے احتیاطی کی ہے اور یہ غلطی کی ہے کہ بغیر چھان پھٹک کے ان روایات کو لیتے چلے گئے ہیں جن کا کوئی سر پیر نہیں ہے۔ مثلاً یہ روایت کم و بیش ہر تاریخ اور سیرت کی کتاب میں ملتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ کو پہلے حضرت دِحْیَہؓ کے سپرد کر دیا تھا لیکن جب ان کے حسن و جمال کے قصے سنے تو پھر حضرت صفیہؓ کو بلایا اور اپنے لیے خاص کر لیا اور اس طرح کے مضمون کی ایک روایت بخاری میں بھی ہے۔ جس کی روایت اس طرح ہے کہ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں جب ہم خیبر پہنچے اور جب اللہ تعالیٰ نے قلعہ فتح کر دیا تو صفیہ بنت حُیَیّ بن اخطب کی خوبصورتی کا تذکرہ آپؐ کے سامنے کیا گیا اور وہ نئی نویلی دلہن ہی تھی کہ اس کا شوہر مارا گیا تھا۔ یعنی شادی کو ابھی تھوڑا عرصہ ہوا تھا اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے لیے چن لیا۔ یہ وہ روایت ہے کہ بعض بیمار ذہن کے جو لوگ ہیں اس پر اعتراض کرتے ہیں۔

مشہور سیرت نگار علامہ شبلی نعمانی اس روایت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت صفیہؓ کی نسبت بعض کتب حدیث میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ان کو دِحْیَہ کلبی کو دیا تھا پھر کسی نے ان کے حسن کی تعریف کی تو اس سے مانگ لیا اور اس کے معاوضہ میں ان کو سات لونڈیاں دیں۔ مخالفین نے اس روایت کو نہایت بدنما پیرائے میں ادا کیا ہے اور جب اصل روایت میں اتنی بات موجود ہے تو ظاہر ہے کہ مخالف اس سے کہاں تک زیادہ کام لیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت صفیہؓ کا یہ واقعہ حضرت انسؓ سے منقول ہے لیکن خود حضرت انسؓ سے متعدد روایتیں ہیں اور وہ باہم مختلف ہیں۔ حضرت انسؓ سے ایک دوسری روایت یہ بھی ہے کہ جب حضرت صفیہؓ دِحْیَہ کے حصے میں آئیں تو لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ عرض کیا کہ وہ سردارانِ خیبر کی ایک عالی مرتبت معزز خاتون ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اَور کوئی اس کے لائق نہیں۔ تو اوّل تو کوئی ایسی روایت اگر واقعی درست ہے جیسا کہ بخاری کی یہ روایت ہے کہ ان کے حسن و جمال کی تعریف کی گئی تھی تو ممکن ہے کہ صحابی کے بعد والے کسی راوی نے یہ روایت کی ہو اور یہ الفاظ اپنی جانب سے شامل کر دیے ہوں کیونکہ کوئی صحابی بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے بارے میں ایسی کوئی بات بیان نہیں کر سکتا۔ پہلا واقعہ جو ہے کسی صحابی نے بیان کیا ہے۔ بعد میں بعض لوگوں نے ان روایتوں میں ایڈیشن کر دی کیونکہ صحابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے بارے میں ایسی کوئی بات بیان نہیں کر سکتا جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں کسی بھی قسم کی ذرا سی تنقیص کی طرف اشارہ ہو یا یہ بھی ممکن ہے کہ لوگوں نے اپنے طور پر حضرت صفیہؓ کے حسن و جمال کے ساتھ ساتھ ان کی دیگر خوبیاں اور خاندانی مقام و مرتبہ کا ذکر کیا ہو اور راوی نے ایک مختصر سے الفاظ میں جو

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

دنیا میں جس قدر قومیں ہیں، کسی قوم نے ایسا خدا نہیں مانا جو جواب دیتا ہو اور دعاؤں کو سنتا ہو...... بولنے والا خدا صرف ایک ہی ہے جو اسلام کا خدا ہے جو قرآن نے پیش کیا ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 201، ایڈیشن 1984ء)

طالبِ دُعا: صبیحہ کوثر و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بھونیشور، صوبہ اڈیشہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ہمدردی میں ہمارے نبی کریم ﷺ سب سے بڑھے ہوئے تھے، اس لیے کہ آپؐ کُل دنیا کیلئے مامور ہو کر آئے تھے اور آپؐ سے پہلے جس قدر نبی آئے وہ مختص القوم اور مختص الزمان کے طور پر تھے مگر آنحضرت ﷺ کل دنیا اور ہمیشہ کیلئے نبی تھے۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 221، ایڈیشن 1984ء)

طالبِ دُعا: جے عظیم احمد ولد مکرم جے وسیم احمد صاحب امیر ضلع محبوب نگر (صوبہ تلنگانہ)

اس کو یا درہ گیا وہ بیان کر دیا لیکن ایک اہم اور بنیادی بات جس کی طرف سیرت نگار نظر نہیں کرتے وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس عظیم مقام و مرتبہ پر فائز ہیں ان کے لیے کسی کے اندر پائی جانے والی یہ خوبیاں اور کمالات ایک سطحی اور ضمنی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپؐ نے شادی کے فیصلے جب کیے تو بنیادی سبب یہ نہیں تھے جو بیان کیے جاتے ہیں اصل بنیادی سبب تو حکمِ الٰہی ہوتا ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو ایک ایک حرکت وسکون الٰہی منشاء کے بغیر نہیں ہوا کرتی تھی جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (الانعام: 163) تو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ جو سارے کام ہی اس کی خاطر کرتے ہوں اور جن کی لحہ لحہ راہنمائی عرش کا خدا کرتا ہو وہ بھلا اتنا بڑا فیصلہ از خود کیوں کر سکتے ہیں۔ تو یہ سب شادیاں یقیناً الٰہی اشارے کے ماتحت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھیں۔ ہاں ان کے نتائج انتہائی بابرکت مصلحتوں کے حامل تھے۔

(بخاری کتاب المغازی، باب غزوۃ خیبر حدیث 4211) (سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از شبلی جلد اول صفحہ 283 مکتبہ اسلامیہ) (ماخوذ از بخاری کتاب الصلوٰۃ، باب مایذکر فی الفخذ حدیث 371)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ایک کتاب آئینہ کمالات اسلام میں بیان فرماتے ہیں کہ ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت صحابہ کا بلا شبہ یہ اعتقاد تھا کہ آنجناب کا کوئی فعل اور کوئی قول وحی کی آمیزش سے خالی نہیں گو وہ وحی مجمل ہو یا مُفَصَّل، خَفِی ہو یا جَلِی، بَیِّن ہو یا مشتبہ یہاں تک کہ جو کچھ آنحضرت صلعم کے خاص معاملات و مکالمات خلوت اور سِرّ میں بیویوں سے تھے یا جس قدر اکل اور شُرب اور لباس کے متعلق اور معاشرت کی ضروریات میں روزمرہ کے خانگی امور تھے سب اسی خیال سے احادیث میں داخل کیے گئے کہ وہ تمام کام اور کلام روح القدس کی روشنی سے ہیں۔ چنانچہ ابوداؤد وغیرہ میں یہ حدیث موجود ہے اور امام احمد بہ چند وسائط‘‘ یعنی کچھ واسطوں سے ’’عبد اللہ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ نے کہا کہ میں جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتا تھا لکھ لیتا تھا تا میں اس کو حفظ کرلوں۔ پس بعض نے مجھ کو منع کیا کہ ایسا مت کر کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں کبھی غضب سے بھی کلام کرتے ہیں تو میں یہ بات سن کر لکھنے سے دستکش ہوگیا اور اس بات کا رسول اللہ صلعم کے پاس ذکر کیا‘‘۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ’’تو آپ نے فرمایا‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’کہ اس ذات کی مجھ کو قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ جو مجھ سے صادر ہوتا ہے خواہ قول ہو یا فعل وہ سب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ انہی احادیث کی کتابوں میں بعض امور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجتہادی غلطی کا بھی ذکر ہے۔ اگر کل قول و فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وحی سے تھا تو پھر وہ غلطی کیوں ہوئی؟ گو آنحضرت اس پر قائم نہیں رکھے گئے‘‘۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ’’تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ اجتہادی غلطی بھی وحی کی روشنی سے دور نہیں تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے قبضہ سے ایک دم جدا نہیں ہوتے تھے۔ پس اس اجتہادی غلطی کی ایسی ہی مثل ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں چند دفعہ سہو واقع ہوا تا اس سے دین کے مسائل پیدا ہوں۔ سو اسی طرح بعض اوقات اجتہادی غلطی ہوئی تا اس سے بھی تکمیل دین ہو اور بعض باریک مسائل اس کے ذریعے سے پیدا ہوں اور وہ سہو بشریت بھی تمام لوگوں کی طرح سہو نہ تھا بلکہ دراصل ہم رنگ وحی تھا کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص تصرف تھا جو نبی کے وجود پر حاوی ہو کر اس کو کبھی ایسی طرف مائل کر دیتا تھا جس میں خدا تعالیٰ کے بہت مصالح تھے۔ سو ہم اس اجتہادی غلطی کو بھی وحی سے علیحدہ نہیں سمجھتے کیونکہ وہ ایک معمولی بات نہ تھی بلکہ خدا تعالیٰ اس وقت اپنے نبی کو اپنے قبضہ میں لے کر مصالح عام کے لیے ایک نور کو سہو کی صورت میں یا غلط اجتہاد کے پیرایہ میں ظاہر کر دیتا تھا اور پھر ساتھ ہی وحی اپنے جوش میں آجاتی تھی۔ جیسے ایک چلنے والی نہر کا ایک مصلحت کے لیے پانی روک دیں اور پھر چھوڑ دیں۔ پس اس جگہ کوئی عقلمند نہیں کہہ سکتا کہ نہر سے پانی خشک ہوگیا یا اس میں سے اٹھا لیا گیا۔ یہی حال انبیاء کی اجتہادی غلطی کا ہے کہ روح القدس تو کبھی ان سے علیحدہ نہیں ہوتا مگر بعض اوقات خدا تعالیٰ بعض مصالح کے لیے انبیاء کے فہم اور ادراک کو اپنے قبضہ میں لے لیتا ہے تب کوئی قول یا فعل سہو یا غلطی کی شکل پر ان سے صادر ہوتا ہے اور وہ حکمت جو ارادہ کی گئی ہے ظاہر ہو جاتی ہے تب پھر وحی کا دریا زور سے چلنے لگتا ہے اور غلطی کو درمیان سے اٹھا دیا جاتا ہے گویا اس کا کبھی وجود نہیں تھا‘‘۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت مسیح کی ایک مثال دیتے ہیں کہ ’’حضرت مسیح ایک انجیر کی طرف دوڑے گئے تا اس کا پھل کھائیں اور روح القدس ساتھ ہی تھا مگر روح القدس نے یہ اطلاع نہ دی کہ اس وقت انجیر پر کوئی پھل نہیں۔ بایں ہمہ یہ سب لوگ جانتے ہیں کہ شاذ و نادر معدوم کے حکم میں ہوتا ہے‘‘ پس کبھی کبھار کوئی چیز ہونی ہو تو یہ نہ ہونے کی طرح ہے۔ ’’پس جس حالت میں ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دس لاکھ کے قریب قول و فعل میں سراسر خدائی کا ہی جلوہ نظر آتا ہے اور ہر بات میں، حرکات میں، سکنات میں، اقوال میں، افعال میں روح القدس کے چمکتے ہوئے انوار نظر آتے ہیں تو پھر اگر ایک آدھ بات میں بشریت کی بھی بُو آوے تو اس سے کیا نقصان بلکہ ضرور تھا کہ بشریت کے تحقق کے لیے کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا تا لوگ شرک کی بلا میں مبتلا نہ ہو جائیں۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 112 تا 116)

پس کسی حدیث یا تاریخ و سیرت کی کتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و سوانح کے متعلق کوئی بھی روایت بیان ہو تو مذکورہ بالا قرآنی آیت جو مَیں نے پڑھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر آپؐ کا سب کچھ تھا۔ اس کی روشنی میں اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں ان چیزوں کو دیکھنا چاہیے اور پرکھنا چاہیے نہ کہ الزام لگا دیے جائیں اور ہر ایک مستشرق کی بات مان لی جائے اور سمجھا جائے کہ ہم لاجواب ہو گئے ہیں۔ یہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تقدس کو قائم رکھنے کا اصل کام نہ کہ صرف نعرے لگا دینا۔

دو دن بعد ان شاء اللہ رمضان بھی شروع ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بھرپور فائدہ اٹھانے اور مقبول روزوں کی اور دعاؤں کی ہر ایک کو توفیق عطا فرمائے۔ اس کے لیے دعا بھی کریں اور کوشش بھی کریں۔

جنازہ غائب بھی مَیں ابھی پڑھاؤں گا۔ یہ چودھری محمد انور ریاض صاحب ربوہ کا ہے جو چودھری محمد اسلام صاحب مرحوم کے بیٹے تھے۔ گذشتہ دنوں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم موصی تھے۔ ان کے بیٹے ناصر محمود طاہر کینیا کے مشنری انچارج ہیں اور ملک سے باہر ہونے کی وجہ سے اپنے والد کے جنازے میں شامل نہیں ہو سکے تھے۔ مرحوم کے باقی تمام بچے بھی کسی نہ کسی رنگ میں جماعت کی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

ناصر محمود صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کے دادا حضرت چودھری غلام محمد جٹ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ سے آئی تھی جنہوں نے قادیان جا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ اپنے گاؤں کے اوّلین احمدیوں میں سے تھے۔ 1996ء میں ان کے والد کو ایک کیس میں تقریباً ایک ماہ اسیر راہ مولیٰ رہنے کی بھی سعادت ملی۔ اس دوران پولیس نے آپ سے کافی بدسلوکی بھی کی، ناروا سلوک بھی کیا لیکن آپ نے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر یہ سب کچھ برداشت کیا اور بڑے حوصلے سے یہ سزا بھگتی۔ نظام جماعت اور خلافت کا بہت احترام کرنے والے تھے۔ نمازوں اور چندوں میں باقاعدہ، زندگی میں تمام حصہ جائیداد ادا کر دیا۔ جب کوئی آمدنی ہوتی سب سے پہلے چندہ ادا کرتے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کے بچوں کو بھی صبر و حوصلہ دے اور اس بیٹے کو جو باہر ہیں اللہ تعالیٰ ان کو صبر و حوصلہ عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل ۲۱-۲۲/مارچ ۲۰۲۵ء، صفحہ ۲ تا ۷)

شادی بیاہ کے موقعہ پر دین کو ترجیح دینے کی تعلیم

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’کسی عورت سے نکاح کرنے کی چار ہی بنیادیں ہو سکتی ہیں یا تو اس کے مال کی وجہ سے یا اس کے خاندان کی وجہ سے یا اس کے حسن و جمال کی وجہ سے یا اس کی دینداری کی وجہ سے، لیکن تو دیندار عورت کو ترجیح دے اللہ تیرا بھلا کرے۔‘‘ (بخاری جلد 2 کتاب النکاح)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’شادی بیاہ کی رسم جو ہے یہ بھی ایک دین ہی ہے جبھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب تم شادی کرنے کی سوچو تو ہر چیز پر فوقیت اس لڑکی کو دو، اس رشتے کو دو، جس میں دین زیادہ ہو اس لئے کہ کہنا کہ شادی بیاہ صرف خوشی کا اظہار ہے خوشی ہے اور اپنا ذاتی ہمارا فعل ہے۔ یہ غلط ہے۔ یہ ٹھیک ہے جیسا کہ پہلے بھی میں کہہ آیا ہوں اسلام نے یہ نہیں کہا کہ تارک الدنیا ہو جاؤ اور بالکل ایک طرف لگ جاؤ۔ لیکن اسلام یہ بھی نہیں کہتا کہ دنیا میں اتنے کھوئے جاؤ کہ دین کا ہوش ہی نہ رہے۔ اگر شادی بیاہ صرف شور و غل اور رونق اور گانا بجانا ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کے خطبہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ شروع ہو کر اور پھر تقویٰ اختیار کرنے کی طرف اتنی توجہ نہ دلاتے۔ بلکہ شادی کی ہر نصیحت اور ہر ہدایت کی بنیاد ہی تقویٰ پر ہے۔‘‘ (خطبہ جمعہ فرمودہ 25 نومبر 2005ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اَے میرے ربِّ رحمٰں تیرے ہی ہیں یہ احساں ✡ مشکل ہو تجھ سے آساں ہر دم رجا یہی ہے

اَے میرے یارِ جانی! خود کر تو مہربانی ✡ ورنہ بَلائے دُنیا اِک اژدھا یہی ہے

طالب دعا: محمد نور اللہ شریف صاحب مرحوم و افراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

دِل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چُوموں ✡ قرآں کے گِرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

جلد آ مرے سہارے غم کے ہیں بوجھ بھارے ✡ مُنہ مت چھپا پیارے میری دوا یہی ہے

طالب دعا: ضیاء الدین خان صاحب مع فیملی (حلقہ محمود آباد، جماعت احمدیہ کیرنگ صوبہ اڈیشہ)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ بڑا حیا والا ہے بڑا کریم ہے اور سخی ہے۔
جب بندہ اس کے حضور دونوں ہاتھ بلند کرتا ہے تو وہ ان کو خالی اور نا کام واپس کرنے سے شرماتا ہے (الحدیث)

رمضان میں عبادتوں کی طرف توجہ اللہ تعالیٰ نے اس لیے دلائی ہے کہ پھر تم اسے اپنی زندگی کا حصہ بنالو۔ اگر یہ نہیں تو صرف رمضان کی عبادتیں کچھ کام نہیں کریں گی

اللہ تعالیٰ کے عشق میں تو سوائے نفع کے اَور کچھ ہے ہی نہیں۔ فائدہ ہی فائدہ ہے کیونکہ وہ ہر خیر کا سرچشمہ ہے۔ ہر برائی سے بچانے والا ہے۔
ہر تکلیف سے نجات دینے والا ہے۔ وہ کہتا ہے مجھ سے مانگو۔ تم دعا کرو میں تمہیں جواب بھی دوں گا اور سچا عاشق تو اللہ تعالیٰ کا قرب مانگتا ہے۔
اس لیے ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا قرب مانگنے کی کوشش کریں

سب سے بڑی چیز یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کا رحم اور شفقت مانگو اور اس کے حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کرو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی دعائیں سنتا ہے جو بے صبری نہیں دکھاتے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جس کے لیے بابِ دعا کھولا گیا تو گویا اس کے لیے رحمت کے دروازے کھول دیے گئے
اور اللہ تعالیٰ سے جو چیز مانگی جاتی ہے اس میں سب سے زیادہ اس سے عافیت مطلوب کرنا محبوب ہے

اس رمضان میں ہمیں یہ عہد کرنا چاہیے کہ ہم اپنی عبادتوں کو زندہ کریں گے اور پھر اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا بھی مانگیں کہ
اللہ تعالیٰ ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق دے اور پھر بھرپور کوشش سے اس کو پورا کرنے کے لیے اپنی تمام طاقتوں کو استعمال کرنے کی بھی کوشش ہونی چاہیے

ایک روایت میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تکالیف کے وقت اس کی دعاؤں کو قبول کرے تو اسے چاہیے کہ فراخی اور آرام کے وقت کثرت سے دعا کرے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں بندے کے گمان کے مطابق سلوک کرتا ہوں۔
جس وقت بندہ مجھے یاد کرتا ہے میں اس وقت اس کے ساتھ ہوں گا۔ اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرے گا تو میں اس کو اپنے دل میں یاد کروں گا۔
اگر وہ میرا ذکر محفل میں کرے گا تو میں اس کا ذکر اس سے بہتر محفل میں کروں گا۔ اگر وہ میری جانب ایک بالشت آئے گا تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ جاؤں گا۔
اگر وہ میری طرف ایک ہاتھ آئے گا تو میں اس کی طرف دو ہاتھ جاؤں گا۔ اگر وہ میری طرف چل کر آئے گا تو میں اس کی طرف دوڑ کے جاؤں گا

’’میں تمہیں یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ جو لوگ قبل از نزولِ بلا دعا کرتے ہیں اور استغفار کرتے اور صدقات دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرتا ہے
اور عذاب الٰہی سے ان کو بچا لیتا ہے۔‘‘
(حضرت مسیح موعودؑ)

اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرنی چاہیے کہ ہمیں ظالموں سے نجات دے اور ان سے انتقام لے اور جو ہم سے دشمنی رکھتے ہیں تُو ہی ان کے خلاف ہماری مدد فرما
اور اس طرح جب ہم رمضان میں دعائیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ ایک انقلاب عظیم پیدا فرمائے گا
اور پھر ہم دیکھیں گے چاہے وہ پاکستان کا مولوی ہے یا طاقتور انسان ہے یا کسی اَور حکومت کا کوئی طاقتور انسان ہے وہ کبھی ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا
اور ہم اگر خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف جھکیں گے تو اللہ تعالیٰ پھر ہماری مدد کو آئے گا۔ ولی اور دوست بننے کا حق ادا کرے گا

قرآن و احادیثِ نبوی ﷺ اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں دعاؤں کی اہمیت کا بصیرت افروز بیان
نیز رمضان المبارک کے حوالے سے احباب جماعت کو زرّیں نصائح

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 07؍مارچ 2025ء بمطابق 07؍امان 1404 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یو کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○
وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَ لْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ (البقرة:187)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ مَیں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہیے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں۔

رمضان کے شروع ہوتے ہی یہ خیال دل میں فوراً پیدا ہو جاتا ہے کہ نمازوں کی طرف توجہ ہو کیونکہ یہ برکتوں والا مہینہ ہے۔ اس میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اس لیے عموماً لوگ مسجد کی طرف بھی زیادہ رخ کرتے ہیں۔ مسجدوں کی حاضری بھی بڑھتی ہے فجر کی نماز ہو یا عشاء کی نماز ہو۔ عام دنوں میں تو فجر اور مغرب عشاء کی نماز پر اتنی حاضری نہیں ہوتی جتنی رمضان میں ہو جاتی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ لوگوں کو کم از کم ان دنوں میں خیال آ جاتا ہے کہ ہمیں مسجد کی طرف جانا ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگنا ہے۔

اس کی ایک بنیاد یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں رمضان کے دنوں میں جہنم کے دروازے بند کر دیتا

ہوں۔ شیطان کو جکڑ دیتا ہوں اور جنت کے دروازے کھول دیتا ہوں۔

(بخاری کتاب بدء الخلق باب صفة ابلیس و جنودہ حدیث 3277)

اس سے لوگ صرف یہ خیال کرتے ہیں کہ شاید رمضان میں ہی عبادتوں کی ضرورت ہے اور رمضان میں جو دعائیں کی جائیں یا عبادتیں کی جائیں وہی ہماری بخششوں کا سامان پیدا کر دیں گی۔ غیر احمدی چینلز ہیں، اسلامی ملکوں کے چینلز ہیں ان میں بھی یہ حدیث بار بار دہرائی جاتی ہے حالانکہ یہ غلط سوچ ہے۔

رمضان میں عبادتوں کی طرف توجہ اللہ تعالیٰ نے اس لیے دلائی ہے کہ پھر تم اسے اپنی زندگی کا حصہ بنا لو۔ اگر یہ نہیں تو صرف رمضان کی عبادتیں کچھ کام نہیں کریں گی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ تو تم نے ایک مہینے کی عبادت کی۔ گیارہ مہینے میں کیا کیا؟ پس اس قسم کی غلط فہمی کو انسان کو اپنے اندر سے نکال دینا چاہیے کہ صرف یہی کافی ہے کہ رمضان میں نمازیں پڑھ لیں اور مسجدوں کو آباد کر دیا۔ کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ایمان کے تقاضے اور ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں میں اٹھ کر نماز پڑھتا ہے اس کے گذشتہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

(بخاری کتاب الصوم باب من صام رمضان ایمانا......حدیث 1901)

بیشک یہ آپؐ کا ارشاد ہے۔ اب یہ سوچ ہو سکتی ہے کہ جب انسان مستقل اپنی زندگی کا حصہ ان نیکیوں کو بنانے کی کوشش کرے اور نمازوں کی طرف توجہ دے، تہجد کی طرف توجہ دے، نوافل کی طرف توجہ دے تو رمضان میں زیادہ توجہ پیدا ہوگی۔ جو عبادت کرنے والے ہیں، مستقل عبادت کرنے والے ہیں وہ اس سوچ کے ساتھ یہ کام کرتے ہیں۔ لیکن بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ صرف رمضان میں ہی راتوں کو اٹھ لیا یہی کافی ہے۔

انسان غلطیوں کا پتلا ہے، غلطیاں ہوتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ بھی بڑا رحمان اور رحیم ہے۔ وہ بخشنے والا بھی ہے اس لیے اس نے ہمیں یہ موقع مہیا کیا ہے کہ اگر تمہارے سے سال کے دوران میں غلطیاں ہوگئی ہیں تو اب نئے سرے سے یہ عہد کرو اور پھر اس پر قائم رہنے کی کوشش کرو کہ تم آئندہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنے والے بنو گے اور ان تمام نیکیوں کو بجالانے والے بنو گے جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔

پس اس بات کو ایک مسلمان کو خاص طور پر یاد رکھنا چاہیے کہ رمضان کی عبادت کا جو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے وہ اس لیے دیا ہے کہ تمہارے اندر رشد اور ہدایت پیدا ہو اور رشد ایک مہینے کے لیے نہیں پیدا ہوتی بلکہ مستقل پیدا کرنے والی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہی بات فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ یاد دہانی کروانے کے لیے اور اپنی رحمانیت کا اظہار کرنے کے لیے بار بار رمضان کو لے کے آتا ہے تا کہ انسان جو بھولا بھٹکا ہے اس کو دوبارہ اپنے فرائض یاد آ جائیں۔ حقوق اللہ بھی یاد آ جائیں اور حقوق العباد بھی یاد آ جائیں اور پھر وہ دیکھے کہ کس طرح وہ اللہ تعالیٰ کے اور بندوں کے حقوق ادا کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق پر عمل کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب یہ فرماتا ہے کہ سَاَلَكَ عِبَادِيْ کہ جب میرے بندے یہ سوال کریں تو میرے بندے سے یہاں مراد عاشقانِ الٰہی ہیں۔ اب عاشق ہو جب کسی کا تو وہ یہ نہیں کہتا کہ سال کے گیارہ مہینے تو عشق کا اظہار نہ کرے اور صرف ایک مہینہ عشق کا اظہار کرے۔ تو اللہ تعالیٰ کے عاشق کا تو یہ کام ہے، اللہ تعالیٰ کے بندوں کا یہ کام ہے کہ مستقل اس کام کو کرنے کی کوشش کریں جن کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور اگر گیارہ مہینے میں کوتاہیاں ہوئی ہیں تو ان دنوں میں خاص طور پر ان کے لیے خاص کوشش کرے یا اہتمام کرے تا کہ یہ کوتاہیاں اور کمیاں دوبارہ سرزد نہ ہوں۔

سچے عاشق تو اپنے محبوب کی ہر بات مانتے ہیں۔ دنیاوی عشق لوگ کرتے ہیں اور دنیاوی محبوب کے اندر تو بہت ساری برائیاں ہوتی ہیں اور ان سے نقصان بھی پہنچ سکتے ہیں یا کم از کم بسا اوقات فائدے ان سے حاصل نہیں ہوتے لیکن اللہ تعالیٰ کے عشق میں تو سوائے نفع کے اور کچھ ہے ہی نہیں۔ فائدہ ہی فائدہ ہے کیونکہ وہ ہر خیر کا سرچشمہ ہے، ہر برائی سے بچانے والا ہے، ہر تکلیف سے نجات دینے والا ہے۔ وہ کہتا ہے مجھ سے مانگو۔ تم دعا کرو میں تمہیں جواب بھی دوں گا اور سچا عاشق تو اللہ تعالیٰ کا قرب مانگتا ہے۔ اس لیے ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا قرب مانگنے کی کوشش کریں۔ اپنی عبادتوں میں، رمضان کی عبادتوں میں صرف اپنے دنیاوی مفادات حاصل کرنے کے لیے ہی دعا نہ کریں بلکہ اپنے محبوب کا قرب حاصل کرنے کی دعا کریں۔ اس سے یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا قرب عطا فرما، ہمیں مقبول دعاؤں کی توفیق عطا فرما، ہمیں لقاء عطا فرما، ہمارے روزوں کو قبول فرما اور جب یہ ہوگا تو پھر رمضان کے بعد بھی کوئی برائی سرزد نہیں ہوگی بلکہ نیکیوں کی بھی توفیق ملتی چلی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بار بار توجہ دلائی ہے کہ حقوق اللہ کیا ہیں۔ حقوق العباد کیا ہیں۔ تم ان کو ادا کرنے کی کوشش کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قرآن کریم میں سات سو حکم ہیں۔ (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26)

اور قرآن کریم پڑھنے کی طرف بھی رمضان میں خاص طور پر توجہ دلائی گئی ہے اور جب ہم اس کو پڑھیں گے تو ان حکموں کو بھی تلاش کریں گے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیے ہیں۔ بلکہ ایک جگہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سات سو سے زیادہ احکام کا بتایا۔ پس جب ان حکموں کی تلاش کریں گے تو ہم عمل کرنے کی کوشش کریں گے اور یہی ایک سچے عاشق کا کام ہے کہ پھر اپنے محبوب کی باتوں کو ماننے کے لیے ہر ممکن کوشش کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندوں سے کہو کہ مجھ پر ایمان لائیں تا کہ ہدایت پائیں اور کامل ایمان یہی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی سچی اطاعت کی جائے جیسا کہ مَیں نے کہا، پھر یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ایمان اور اعمالِ صالحہ ایسی چیزیں ہیں جو ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ اس لیے اس آیت میں یہ بھی لکھا ہے کہ میری بات پر لبیک کہیں۔ وہ باتیں یہی ہیں کہ اعمال صالحہ بجالائیں۔ نیک اعمال بجالائیں۔ نیکیوں پر قائم ہوں۔ عبادت کرتے ہوئے دعائیں مانگیں تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہارا دوست بن جاؤں گا جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا ہے۔ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (البقرة:258) کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا دوست ہوتا ہے جو ایمان لاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی دوستی اور ایمان پھر تمہیں اللہ تعالیٰ کا قرب عطا کرے گا اور پھر یہ قرب عطا کرتا چلا جائے گا، اس میں ترقی ہوتی چلی جائے گی۔ یہ قرب ایسا نہیں کہ ایک جگہ رکنے والا ہے۔ وہ دعاؤں کو بھی سنے گا۔

پس رمضان میں یہ مقام حاصل کرنے کی کوشش ہمیں کرنی چاہیے اور ہم یہ سوچیں کہ اس کے بعد اگر ہم اس مقام سے پیچھے ہٹ گئے اور ان عبادات کا اس طرح حق ادا نہ کیا جس طرح رمضان میں ادا کرتے رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش نہ کی تو پھر اللہ تعالیٰ دوست کس طرح بنے گا۔ اللہ تعالیٰ ولی تو نہیں پھر بن سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی کچھ شرائط رکھی ہیں، دعاؤں کی قبولیت کے لیے بھی شرائط ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے پہلی تو یہی بات کی ہے کہ عبد بن کے رہنا ہوگا۔ خالص اس کا ہونا ہے۔ خالص ہو کر اس کی عبادت کرنی ہے۔ اس کو سب طاقتوں کا سرچشمہ سمجھنا ہے اور کوئی دنیاوی خدا نہیں بنانے۔ جھوٹے خدا نہیں بنانے۔ چھوٹے چھوٹے لوگوں کو اپنے مقاصد کے لیے لاشعوری طور پر اپنا خدا نہیں بنا لینا۔ یہ تو پھر شرک کی طرف چلا جائے گا۔ ابھی پچھلے دنوں حفاظت خاص جرمنی کے بھی لوگ آئے ہوئے تھے وہ یہی سوال کرتے تھے کہ کس طرح ہم اپنے فلاں افسروں کو خوش کریں تو ان کو مَیں نے یہی کہا ہے کہ تم لوگ جو کام کرو خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے کرو اور خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے کام کرو گے تو اللہ تعالیٰ خود تمہارے افسران کی توجہ بھی اس طرف پھیر دے گا اور وہ تمہاری بہتری کے سامان پیدا کرنے کی کوشش کریں گے اور تم پر رحم اور شفقت کا سلوک کریں گے لیکن سب سے بڑی چیز یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کا رحم اور شفقت مانگو اور اس کے حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔

اب ہم مثال دیتے ہیں حضرت چودھری ظفر اللہ خان صاحبؓ کی کہ کس طرح انہوں نے ایک دفعہ ملکہ کے دربار میں بے چینی کا اظہار کیا۔ وہ بیٹھے ہوئے تھے اور بار بار اپنی گھڑی دیکھنی شروع کی۔ جب افسران نے پوچھا کہ کیا وجہ ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ میری عبادت کا وقت ہے اور عبادت کا یہ وقت اب قریب آ رہا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جسے مجھے کرنا ضروری ہے۔ اس لیے میں بے چین ہوں کہ یہ وقت ضائع نہ چلا جائے تو انہوں نے اس کا انتظام کر دیا۔ (ماخوذ از ماہنامہ خالد ربوہ، دسمبر 1985ء، جنوری 1986ء صفحہ 89) تو یہ جرأت ہے اور یہ وہ ایمان کا تقاضا ہے جو ہر احمدی میں ہونا چاہیے۔ ہم مثالیں دیتے ہیں، ہمیں یہ نمونے اپنانے بھی چاہئیں۔

پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بے شمار باتیں ہمیں نیکیوں کی طرف توجہ دلانے کے لیے فرمائیں۔ بے شمار احادیث ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس زمانے میں آپؐ کے غلامِ صادق ہونے کا حق ادا کیا ہے اور ہمیں نیکیوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اپنی شرائط بیعت میں اکثر شرائط یہی ہیں کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی طرف توجہ کرو۔ پس یہ چیزیں ہیں جن کی طرف ہمیں توجہ کرنی چاہیے اور جب ہم یہ کریں گے تو پھر اللہ تعالیٰ ہمارا ولی بن جائے گا۔ ہمارا دوست بھی بن جائے گا۔ ہماری دعاؤں کو بھی سنے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی دعائیں سنتا ہے جو بے صبری نہیں دکھاتے۔

(مسلم کتاب الذکر و الدعاء باب بیان انہ یستجاب للداعی......حدیث 6936)

اور یہ نہیں کہتے کہ میں نے بہت دعائیں کر لی ہیں اور اللہ تعالیٰ تو سنتا ہی نہیں۔ یہ کفر ہے اور ایمان سے دور لے جانے والی باتیں ہیں۔ ایک مومن کو ہمیشہ اس سے بچنا چاہیے۔ پس یہ چیزیں ہیں جن کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔

بعض لوگ مجھے بھی لکھ دیتے ہیں کہ ہم نے بہت دعائیں کی ہیں۔ پہلی بات تو یہ کہ دعائیں اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے لیے نہیں کیں۔ انہوں نے اپنے دنیاوی مقصد کے لیے دعائیں کی ہیں اور اس وقت کیں جب ان کو دنیاوی مسائل پیدا ہوئے۔ جب صرف دنیاوی مسائل کے حل کے لیے اللہ تعالیٰ کے قریب جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ایسی باتیں کیوں سنے گا۔ دوست تو اس وقت دوستی کا حق ادا کرتا ہے جب اس سے عام حالات میں بھی دوستی کا حق ادا کیا جائے اور اس کی باتوں کو سنا جائے، اس کو مانا جائے تب وہ تمہاری باتیں بھی سنے گا۔ پس یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ صرف ہم اپنے مقصد کے لیے اپنے دنیاوی کاموں کے لیے اللہ تعالیٰ کے پاس نہ جائیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے لیے اللہ تعالیٰ کے پاس جانے کی کوشش کریں اور جب ہم یہ کریں گے تو انشاء اللہ پھر اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں بھی قبول کرے گا۔ پھر وہ سنتا بھی ہے، ان کا جواب بھی دیتا ہے کیونکہ اس نے تو خود کہا ہے کہ مَیں اپنے بندوں کو جواب دیتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ یہ تو دو دوستوں کا معاملہ ہوتا ہے کبھی دوست اپنے دوست کی مان لیتا ہے کبھی دوست سے اپنی منواتا ہے۔ اسی طرح خدا معاملہ کرتا ہے لیکن بظاہر جو ایک مومن کی دعا خدا ردّ کرتا ہے تو یہ بھی اصل میں اس کے فائدے کے لیے کر رہا ہوتا ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 3 صفحہ 386، ایڈیشن 1984ء)

یہ مفہوم ہے ان باتوں کا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی ہیں کیونکہ اب یہ کہنا کہ مَیں نے دعا کی، پہلی بات تو یہ ہے کہ دعا صرف اس وقت کی جب اپنے دنیاوی مقاصد تھے۔ دین کی خاطر اور اس کی بہتری کے لیے، دین میں ترقی کرنے کے لیے، خدا تعالیٰ کا قرب پانے کے لیے تو دعا کوئی نہیں کی اور پھر اگر ایک مومن ہے اور اس کی بھی بعض دفعہ دعائیں نہیں قبول ہوتیں تو آپؑ نے فرمایا کہ یہ تو دوستی کا معاملہ ہے کبھی مان لیا کبھی نہیں مانا اور جو نہ مانا اس میں بھی اللہ تعالیٰ اپنے دوست کی بہتری کے لیے سامان کرتا ہے۔ بعض ایسی باتیں ہیں جو نہیں مانتا اور اس کے بدلے میں اس کو اور ذریعوں سے اجر دے دیتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ یعنی جب میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں کہ خدا کے وجود پر دلیل کیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ میں بہت نزدیک ہوں یعنی کچھ بڑے دلائل کی حاجت نہیں۔ میرا وجود اقرب طریقے سے سمجھ آ سکتا ہے۔ نہایت آسانی سے میری ہستی پر دلیل پیدا ہوتی ہے اور فرمایا دلیل یہ ہے کہ جب کوئی دعا کرنے والا مجھے پکارے تو میں اس کی سنتا ہوں اور اپنے الہام سے اس کی کامیابی کی بشارت دیتا ہوں جس سے نہ صرف میری ہستی پر یقین آتا ہے بلکہ میرے قادر ہونے پر بھی بپایہ یقین تک پہنچتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ سنتا ہے تو جواب بھی دیتا ہے۔

ہمارے ریویو آف ریلیجنز والے کئی سالوں سے God Summit کرتے آ رہے ہیں۔ مختلف وقتوں میں انہوں نے کیا۔ اس سال بھی انہوں نے کیا اور لوگ اپنی دعاؤں کی قبولیت کے قصے بھی اس میں سناتے ہیں، واقعات سناتے ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاؤں کو سنا اور کس طرح ان کو ان دعاؤں کی قبولیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ

کی ہستی پر یقین پیدا ہوا لیکن شرط یہ ہے۔ فرمایا

چاہیے کہ لوگ ایسی حالت تقویٰ اور خدا ترسی کی پیدا کریں کہ میں ان کی آواز سنوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حالتِ تقویٰ پیدا کرو، خدا ترسی پیدا کرو تا کہ ان کی آواز سنوں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تو یہ کہتا ہے کہ تقویٰ کی حالت اور خدا ترسی پیدا کرو تب میں سنوں گا، یونہی نہیں سنوں گا۔ اب یہ خدا ترسی اور تقویٰ کی حالت اللہ تعالیٰ کو اپنی آواز سنوانے کے لیے پیدا کرنی ہوگی۔ پھر آپؑ نے فرمایا کہ چاہیے کہ مجھ پر ایمان لائیں، آپؑ اس آیت کی وضاحت فرما رہے ہیں اور قبل اس کے جوان کو معرفت کاملہ ملے اس بات کا اقرار کریں کہ خدا موجود ہے اور تمام طاقتیں اور قدرتیں رکھتا ہے کیونکہ جو شخص ایمان لاتا ہے اس کو عرفان دیا جاتا ہے۔ اب یہ بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اس آیت میں کہ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَ لْيُؤْمِنُوْا بِيْ کہ وہ میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں۔ اور فرمایا بھی ان لوگوں کو ہے جو اپنے بندے ہیں۔ اپنے بندوں کو اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے جو حقیقی مومن ہیں، حقیقی بندے ہیں۔ بعض وقت جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کمزوری کی حالت بھی پیدا ہو جاتی ہے تب وہ اللہ تعالیٰ کے قریب جا کے اپنے ایمانوں کو مضبوط کریں۔ اور جب یہ حالت ہوگی تو اللہ تعالیٰ ہی ہے جو سب قدرتوں کا مالک ہے اور اس پر ایمان کی ترقی بھی ہوتی چلی جائے گی۔ جب وہ دیکھے گا کہ میرا بندہ اتنے قریب آنے کی کوشش کر رہا ہے تو وہ بندے کے ایمان کو ترقی دے گا۔

پھر فرمایا اس کو عرفان دیا جاتا ہے تب ہی وہ اس حالت میں ہوگا جب اللہ تعالیٰ اس کی دعاؤں کو سنے گا بھی اور وہ اللہ تعالیٰ کی حقیقت بھی پہچانے گا یا اگر کسی دعا کو اللہ تعالیٰ نہیں سنتا تو دل کو ایسی تسکین عطا فرمائے گا کہ انسان کو یہ خیال نہیں آئے گا کہ خدا تعالیٰ نے میری دعا سنی نہیں۔ اس کو یہ خیال آئے گا کہ اللہ تعالیٰ کسی اور رنگ میں میری جو ضروریات ہیں وہ پوری فرما دے گا۔ آپؑ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ خدا ترسی ہو، اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کر رہے ہو اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق بھی ادا کر رہے ہو۔ یہ خدا ترسی ہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہاری دعا سنوں گا اور ایمان اور یقین میں پھر انسان کو بڑھتے چلے جانا چاہیے۔ ایک عرفان پیدا ہوتا چلا جائے گا پھر عرفان میں اور بڑھتا چلا جائے گا۔ معرفتِ تامہ آپؑ نے فرمایا پیدا ہوتی چلی جائے گی۔ (ماخوذ از ایام الصلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 260-261)

پھر قرآن کریم میں جو آتا ہے کہ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ کہ غیب پر ایمان ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی نہایت لطیف تشریح فرمائی ہے۔ ایک جگہ فرمایا کہ غیب بھی خدا کا نام ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 10 صفحہ 11، ایڈیشن 2022ء)

فرمایا کہ ہر دعا سے پہلے یہ یقین ہو کہ خدا ہے اور وہ بے انتہا صفات کا حامل ہے۔ سب قدرتیں اور طاقتیں رکھتا ہے۔ جب اس یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھو گے، اس کے آگے جھکو گے، اس سے دعائیں مانگو گے تو پھر تمہیں اللہ تعالیٰ کی مکمل پہچان ہوگی، عرفان حاصل ہوگا اور قبولیتِ دعا کے نشانات بھی دیکھو گے۔ کئی لوگ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دیکھتے ہیں، کچھ واقعات بھی بیان کرتے ہیں جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ God Summit میں کئی لوگوں نے بیان کیے اور اس سے ان کا ایمان مضبوط ہوتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ منہ سے تو کہہ دیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی ذات پر مکمل یقین اور ایمان رکھتے ہیں لیکن اس کے احکام پر عمل نہیں۔ نمازیں سال کے سال صرف رمضان میں پڑھنے کی کوشش ہو جس طرح آجکل مسجدیں آباد ہیں۔ یہ مسجدیں ہمیشہ آباد رہنی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ احمدی نمازوں کی طرف بہت توجہ دیتے ہیں لیکن ابھی بھی جہاں جہاں کمزوریاں ہیں ان کو اپنی کمزوریوں پر نظر رکھنی چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ ہم اس رمضان کو ایسا رمضان بنائیں جو ہماری عبادتوں کے معیار کو بلند کرنے والا ہو، ہمیں خدا تعالیٰ کا قرب دلانے والا ہو تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے خالص بندے بننے والے ہوں۔ اس کی باتوں کو ماننے والے ہوں اور پھر نتیجے میں اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو بھی قبول فرمائے۔ پس اس رمضان میں ہمیں یہ عہد کرنا چاہیے کہ ہم اپنی عبادتوں کو زندہ کریں گے اور پھر اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا بھی مانگیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق دے اور پھر بھرپور کوشش سے اس کو پورا کرنے کے لیے اپنی تمام طاقتوں کو استعمال کرنے کی بھی کوشش ہونی چاہیے۔ پس جب یہ کوشش ہوگی اور اس کے لیے ہم اپنی ساری طاقتیں استعمال کرتے ہوئے، پوری طاقتوں سے اس طرف لگیں گے تو پھر خود اللہ تعالیٰ سے اتنا قریبی تعلق پیدا ہو جائے گا کہ خدا تعالیٰ ایک دوست بن جائے گا جیسا کہ اس نے کہا ہے کہ میں ولی بن جاتا ہوں ان لوگوں کا جو میری باتیں مانتے ہیں۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جس کے لیے بابِ دعا کھولا گیا تو گویا اس کے لیے رحمت کے دروازے کھول دیے گئے اور اللہ تعالیٰ سے جو چیز مانگی جاتی ہے اس میں سب سے زیادہ اس سے عافیت مطلوب کرنا محبوب ہے۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب من فتح لہ منکم باب الدعاء حدیث 3548)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دعا اس ابتلا کے مقابلے پر جو آچکا ہے اور اس کے مقابلے پر جو ابھی آنا ہو نفع دیتی ہے اور اے اللہ کے بندو! تم پر لازم ہے کہ تم دعا کرنے کو اختیار کرو۔ اب صرف رمضان کے دنوں میں تو آفات نہیں آتیں یا مشکلات نہیں آتیں۔ مختلف وقتوں میں آتی رہتی ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم صرف ان دنوں میں دعائیں نہ کرو یا تمہیں جب ان بلاؤں کو دُور کرنے کے لیے ضرورت پڑے تو اس وقت دعائیں نہ کرو بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دعا جو مشکلات ابھی نہیں بھی آئیں اور وہ مشکلات کسی وقت بھی آسکتی ہیں ان سے بھی بچانے کا کام دیتی ہے اس لیے تم مستقل دعا کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی کوشش کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ جو مشکلات آئی ہیں ان سے بھی بچا کے رکھے اور جو اللہ تعالیٰ کے انعامات ہیں ان سے بھی نوازتا رہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اگر آئندہ بھی کوئی مشکل آنے والی ہے تو اللہ تعالیٰ ان بلاؤں کو، ان مشکلات کو دور کر دے اور ہمیشہ نفع عطا فرماتا رہے۔ جب یہ حالت ہوگی تو تبھی انسان وہ حقیقی مومن کہلا سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مومن کے زمرے میں ڈالا ہے۔ پس جب دعاؤں میں نیکی کی راہوں کو اللہ تعالیٰ سے مانگو گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گذشتہ ابتلا سے بھی حفاظت میں آنے کے سامان ہوں گے اور آئندہ بھی بچتے رہو گے۔ پس یہ رحمت کے دروازے کھولنے کے لیے ہمیں مستقل اپنی زندگیوں میں وہ انقلاب پیدا کرنا ہوگا کہ ہمارا تعلق خدا تعالیٰ سے قائم رہے اور ہم خوشی غمی آسانی اور مشکل ہر وقت اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو طلب کرتے رہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ ایک روایت بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہمارا رب ہر رات قریبی آسمان تک نزول فرماتا ہے جب رات کا تیسرا حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کون ہے جو مجھے پکارے تو میں اس کا جواب دوں۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اس کو دوں۔ کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے تو میں اس کو بخش دوں۔ (بخاری کتاب الدعوات باب الدعاء نصف اللیل حدیث 6321)

اب یہ کوئی رمضان کے ساتھ تو مشروط نہیں ہے۔ یہاں تو عام حالات کی بات ہو رہی ہے کہ جب بھی کوئی بندہ مجھ سے رات کے پہر میں مانگتا ہے میں اس کو بخشتا ہوں۔ میں اس کو دیتا ہوں اس کی باتوں کا جواب بھی دیتا ہوں۔ تو رمضان میں تو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا موقع پیدا کر دیا ہے کہ عبادتوں کی طرف کیونکہ ساروں کی توجہ ہوتی ہے اس لیے ان دنوں میں تم بھی توجہ کر لو گے تو تمہیں پھر ان نیکیوں کی عادت پڑ جائے گی اور جب ایک مہینے میں عادت پڑ جائے گی تو پھر مستقل اس کو زندگی کا حصہ بنانے کی کوشش کرو گے۔

ایک روایت میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تکالیف کے وقت اس کی دعاؤں کو قبول کرے تو اسے چاہیے کہ فراخی اور آرام کے وقت کثرت سے دعا کرے۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب ما جاء ان دعوۃ المسلم مستجابۃ حدیث 3382)

جیسا کہ پہلے بھی حدیث کے حوالے سے بیان ہوا ہے۔ پس یہ باتیں بہت ضروری ہیں جو ہمیں یاد رکھنی چاہئیں۔ ہمارا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ ہونا چاہیے نہ کہ ہم تنگی اور پریشانی اور دکھوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑیں اور آہ و زاری کریں بلکہ اللہ تعالیٰ کا حقیقی دوست بننے کے لیے ہمیں کوشش کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ کو اپنا ولی بنانے کے لیے ہمیں چاہیے کہ ہم مستقل اس کے آستانے پر جھکے رہیں۔ پس جیسا کہ میں نے کہا مستقل مزاجی سے عام حالات میں توجہ ہونی چاہیے۔ یہ حدیث بھی یہی بتا رہی ہے کہ صرف تکلیف اور ضرورت کے وقت ہی اللہ تعالیٰ کو نہیں پکارنا بلکہ ہر وقت پکارنا ہے۔ ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں بندے کے گمان کے مطابق سلوک کرتا ہوں۔ جس وقت بندہ مجھے یاد کرتا ہے میں اس وقت اس کے ساتھ ہوں۔ اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرے گا تو میں اس کو اپنے دل میں یاد کروں گا۔ اگر وہ میرا ذکر محفل میں کرے گا تو میں اس کا ذکر اس سے بہتر محفل میں کروں گا۔ اگر وہ میری جانب ایک بالشت آئے گا تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ جاؤں گا۔ اگر وہ میری طرف ایک ہاتھ آئے گا تو میں اس کی طرف دو ہاتھ جاؤں گا۔ اگر وہ میری طرف چل کر آئے گا تو میں اس کی طرف دوڑ کے جاؤں گا۔

(بخاری کتاب التوحید باب ما یذکر فی الذات والنعوت حدیث 7405)

پس ہر احمدی کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہم اپنی زبانوں کو تر رکھیں اور یہ کوشش ہونی چاہیے کہ ہمارا ہر فعل ہر عمل اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھنے والا ہو۔ ہمارا ہر قدم ایسا ہو جو اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانے والا ہو تا کہ اللہ تعالیٰ دوڑ کر ہمارے پاس آئے اور ہمیں اپنے پیار کی چادر میں لپیٹ لے اور ہماری ضروریات کو پورا کرے۔ تنگی اور آسائش اور عسر اور یسر ہر حالت میں ہم اللہ تعالیٰ کے ہی بندے بن کر رہیں۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذوالنون یعنی حضرت یونس نے مچھلی کے پیٹ میں جو دعا کی وہ یہ تھی کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ (الانبیاء: 88) اور فرمایا کہ اس دعا کو جو بھی مسلمان کسی ابتلا کے وقت کرے گا اللہ تعالیٰ اس دعا کو ضرور قبول فرمائے گا۔ (ترمذی کتاب الدعوات باب فی دعوۃ ذی النون حدیث 3505)

پس یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم پر شفقت ہے کہ ہمیں ساتھ ساتھ ان دعاؤں کی طرف بھی توجہ دلاتے رہے کہ انسان سے کمزوریاں سرزد ہوتی ہیں۔ انسان بعض دفعہ اللہ تعالیٰ کے حق ادا نہیں کرتا لیکن اللہ تعالیٰ پھر بھی بندوں پر مہربان ہے اور اللہ تعالیٰ نے خود ان کو دعائیں سکھائی ہوئی ہیں۔ قرآن کریم میں جو مختلف دعائیں سکھائی ہیں وہ کس لیے سکھائی ہیں اللہ تعالیٰ نے؟ کس لیے ان کا ذکر کیا گیا ہے نبیوں کی دعاؤں کے ساتھ؟ اللہ تعالیٰ نے یہ دعائیں ہمیں اس لیے سکھائی ہیں کہ ہم یہ مانگیں تو چونکہ اللہ تعالیٰ کی سکھائی ہوئی دعائیں ہیں اللہ تعالیٰ ان کو قبول فرمائے گا لیکن بات وہی ہے کہ ہم پہلے اس کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ کا حکم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میری بات پر لبیک کہو۔ میری بات سنو اور اپنے ایمان کو تازہ کرو۔ پس ہم اپنی حالتوں کا خود ہی جائزہ لے سکتے ہیں کہ ہم کس حد تک اللہ تعالیٰ کے حکم مانتے ہیں۔

حضرت یونسؑ کی دعا جو میں نے ابھی پڑھی ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اس سے ایک سبق ملتا ہے کہ تقدیر کو اللہ تعالیٰ بدل دیتا ہے اور رونا دھونا اور صدقات جو حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کا واقعہ ہوا تھا یا اس واقعہ میں جو ذکر ہے فردِ قراردادِ جرم کو بھی رد کر دیتی ہے۔ الزام لگ گیا سزا کا فیصلہ بھی ہو گیا تب بھی دعا اس کو ردّ کر دیتی ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد اوّل صفحہ 238 ایڈیشن 1984ء)

اب بعض لوگ کہتے ہیں جیسا کہ پہلے بھی میں نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں یہ لکھا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کو پتہ ہے کہ یہ ہونا ہے تو پھر ہمیں دعائیں کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہمیں پھر نیکیاں کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تو یہ دعا سکھائی ہوئی ہے اور حضرت یونس کا واقعہ بیان کر کے یہ ثبوت بھی دے دیا ہے کہ میں تقدیر کے فیصلے جو میرے فیصلے ہیں ان کو میں بدل دیتا ہوں۔ اگر تمہارا رونا دھونا ہو اور تمہارا صحیح تعلق ہو خدا تعالیٰ سے اور اگر تم نیکیاں کرنے لگ جاؤ اور برائیوں سے بچنے لگ جاؤ اور اللہ تعالیٰ کے آستانے پر گر کے آہ و زاریاں کرو تو آپ فرماتے ہیں کہ ”میں تمہیں یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ جو لوگ قبل از نزول بلا دعا کرتے ہیں اور استغفار کرتے اور صدقات دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرتا ہے اور عذاب الٰہی سے ان کو بچا لیتا ہے۔“

یہی آپؑ نے فرمایا ہے کہ بلائیں جب آجاتی ہیں تب بھی اللہ تعالیٰ اتنا مہربان ہے کہ وہ تب بھی تمہیں بچا لیتا ہے اگر تمہاری دعائیں حقیقت میں صدقِ دل سے کی گئی دعائیں ہیں اور تمہارا سچا استغفار ہے۔ فرمایا کہ ”میری ان باتوں کو قصہ کے طور پر نہ سنو۔ میں نصحاً للہ کہتا ہوں اپنے حالات پر غور کرو اور آپ بھی اور اپنے دوستوں کو بھی دعا میں لگ جانے کے لیے کہو۔

استغفار عذابِ الٰہی اور مصائب شدیدہ کے لیے سپر کا کام دیتا ہے۔’’ استغفار بہت زیادہ کرو۔ یہ ڈھال ہے۔ یعنی یہ ڈھال ہے تمہاری۔ استغفار کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں بچائے گا۔ گذشتہ دنوں میں میں نے دعاؤں کی تحریک بھی کی تھی اس میں استغفار کی طرف بھی توجہ دلائی تھی۔ استغفار ایک ڈھال ہے آپؑ نے فرمایا۔ آپؑ فرماتے ہیں ’’قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ۔ (الانفال: 34)‘‘ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب کیوں دے گا اگر تم استغفار کر رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہیں دیتا جو لوگ استغفار کر رہے ہوتے ہیں۔ حقیقی استغفار ہو۔ ’’اس لیے‘‘ فرمایا کہ ’’اگر تم چاہتے ہو کہ اس عذاب الٰہی سے تم محفوظ رہو تو استغفار کثرت سے پڑھو۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 207 ایڈیشن 1984ء)

پس اللہ تعالیٰ نے اس دعا میں یہی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ انہیں عذاب دے جبکہ وہ بخشش مانگ رہے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی تشریح میں فرمایا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ اس عذابِ الٰہی سے بچو تو استغفار بہت کیا کرو۔ پھر ایک روایت میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

اللہ تعالیٰ بڑا حیا والا ہے۔ بڑا کریم ہے اور سخی ہے۔ جب بندہ اس کے حضور دونوں ہاتھ بلند کرتا ہے تو وہ ان کو خالی اور ناکام واپس کرنے سے شرماتا ہے۔ (ترمذی کتاب الدعوات باب ان اللہ حیی کریم حدیث 3556)

یعنی صدق دل سے مانگی گئی دعا کو ردّ نہیں کرتا بلکہ اس کو قبول کر لیتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے ہم جو دعائیں مانگیں ان کو صدق دل سے مانگنا چاہیے۔ گذشتہ گناہوں اور غلطیوں کی ہم معافی مانگیں اور آئندہ کے لیے نیکیوں پر قائم رہنے کی توفیق اللہ تعالیٰ سے مانگیں اور پھر اس پر قائم رہنے کی کوشش کریں۔ رمضان میں بھی اس کے لیے کوشش کریں اس کے لیے دعائیں کرتے رہیں اور رمضان کے بعد بھی اس کے لیے کوشش کریں پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ کس طرح دوڑ کر ہماری طرف آتا ہے اور ہمیں اپنی آغوش میں لے لیتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ’’جس طرح خدا تعالیٰ کی کتابوں میں نیک انسان اور بد انسان میں فرق کیا گیا ہے اور ان کے جدا جدا مقام ٹھہرائے ہیں اسی طرح خدا تعالیٰ کے قانونِ قدرت میں ان دو انسانوں میں بھی فرق ہے جن میں سے ایک خدا تعالیٰ کو چشمہ فیض سمجھ کر بذریعہ حالی اور قالی دعاؤں کے اس سے قوت اور امداد مانگتا اور دوسرا صرف اپنی تدبیر اور قوت پر بھروسہ کر کے دعا کو قابل مضحکہ سمجھتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ سے بے نیاز اور متکبرانہ حالت میں رہتا ہے۔ جو شخص مشکل اور مصیبت کے وقت خدا سے دعا کرتا اور اس سے حل مشکلات چاہتا ہے وہ بشرطیکہ دعا کو کمال تک پہنچاوے‘‘ یہ شرط ہے یعنی یہ شرط لگائی ہے کہ دعا کو کمال تک پہنچانا ہے ’’خدا تعالیٰ سے اطمینان اور حقیقی خوشحالی پاتا ہے۔‘‘ جب کمال تک پہنچ جائے۔ ’’اور اگر بالفرض وہ مطلب اس کو نہ ملے تب بھی کسی اور قسم کی تسلی اور سکینت خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کو عنایت ہوتی ہے‘‘ اور فرمایا کہ ’’اور وہ ہرگز ہرگز نامراد نہیں رہتا اور علاوہ کامیابی کے ایمانی قوت اس کی ترقی پکڑتی ہے اور یقین بڑھتا ہے۔‘‘ (ایام الصلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 236-237)

اب یہ باتیں دیکھیں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو خود نیک اور بد میں فرق یہی رکھا ہے۔ جو نیک ہے وہ اللہ تعالیٰ کو چشمۂ فیض سمجھتا ہے۔ ہر ایک فیض کا چشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو سمجھتا ہے۔ ہر ایک فیض جو ہے اللہ تعالیٰ سے حاصل ہونے کو سمجھتا ہے اور اس سے قوت مانگتا ہے تو یہ یقیناً مومن ہے۔ ایک متکبر ایسی حالت نہیں کرتا۔ وہ سمجھتا ہے کہ میں دنیاوی اسباب استعمال کر کے بہت کچھ حاصل کر لوں گا۔ جب ایسی حالت ہو تو پھر اللہ تعالیٰ بھی ایسے بندوں کو کسی نہ کسی وقت پکڑتا ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں روایت ہے کہ جب کسی مجلس سے آپ اٹھتے تھے تو آپ دعا کرتے تھے کہ

اے میرے اللہ! تُو ہمیں اپنا خوف عطا کر جسے تُو ہمارے اور گناہوں کے درمیان روک بنا دے اور ہم سے تیری نافرمانی سرزد نہ ہو اور ہمیں اطاعت کا وہ مقام عطا کر جس کی وجہ سے تُو ہمیں جنت میں پہنچا دے اور اتنا یقین بخش جس سے دنیا کے مصائب تُو ہم پر آسان کر دے۔ اے اللہ! میرے اللہ! ہمیں اپنے کانوں، اپنی آنکھوں اور اپنی طاقتوں سے زندگی بھر صحیح فائدہ اٹھانے کی توفیق دے اور ہمیں اس بھلائی کا وارث بنا اور جو ہم پر ظلم کرے اس سے تُو ہمارا انتقام لے اور جو ہم سے دشمنی رکھتا ہے اس کے خلاف ہماری مدد فرما اور دین میں کسی بھی ابتلا کے آنے سے بچا اور ایسا کر کہ دنیا ہمارا سب سے بڑا غم اور فکر نہ ہو اور نہ ہی دنیا ہمارا مبلغ علم ہو یعنی ہمارے علم کی پہنچ صرف دنیا تک ہی نہ رہے ہماری فکریں صرف اور ہمارا غم صرف دنیا ہی نہ ہو اور فرمایا کہ ایسے شخص کو ہم پر مسلط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کرے اور مہربانی سے پیش نہ آئے۔ (ترمذی کتاب الدعوات باب اللھم اقسم لنا...... حدیث 3502)

پس اس دعا کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سے آپؐ نے یہ کتنی درد سے بھری دعا کی ہے۔ بڑی جامع دعا ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عطا فرمائی ہے۔ پس ہم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں کہ ہماری ساری طاقتیں، ہمارے اعضا، ہماری آنکھ کان ناک زبان دماغ دل ہر چیز اللہ تعالیٰ اس کو فائدہ پہنچانے والا ہو اور ہمارا ہر عضو اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہو جائے اور ہم اس کے انعامات کے وارث بننے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی ہمیں ظالموں سے بچائے اور آجکل دنیا میں بعض جگہ جو حالات ہیں اور پاکستان میں بھی بنگلہ دیش میں بھی اور دوسرے علاقوں میں بھی دوسری جگہوں پر بھی ملکوں میں بھی الجیریا وغیرہ ہیں یا باقی جگہ ہیں افریقہ کے ملک ہیں بعض غلط قسم کے گروہوں نے قبضے کیے ہوئے ہیں یا ان گروہوں کی طرف سے بعض حملے ہوتے ہیں۔ اور یہ گروہ جو ہیں ان سے حکومتیں بھی ڈر کے ان کی باتوں کو مان لیتی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرنی چاہیے کہ ہمیں ظالموں سے نجات دے اور ان سے انتقام لے اور جو ہم سے دشمنی رکھتے ہیں تو ہی ان کے خلاف ہماری مدد فرما اور اس طرح جب ہم رمضان میں دعائیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ ایک انقلاب عظیم پیدا فرمائے گا اور پھر ہم دیکھیں گے چاہے وہ پاکستان کا مولوی ہے یا طاقتور انسان ہے یا کسی اور حکومت کا کوئی طاقتور انسان ہے وہ کبھی ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور ہم اگر خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف جھکیں گے تو اللہ تعالیٰ پھر ہماری مدد کو آئے گا۔ ولی اور دوست بننے کا حق ادا کرے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ حصولِ فضل کا اقرب طریق دعا ہے اور دعائے کامل کے لوازمات یہ ہیں کہ اس میں رقت ہو، اضطراب ہو گداز ش ہو۔ ایک عاجزی اور ایک بے چینی ہو۔ اضطراب پیدا ہو جائے۔ فرمایا کہ جو دعا عاجزی اضطراب و شکستہ دلی سے بھری ہوئی ہو وہ خدا تعالیٰ کے فضل کو کھینچ لاتی ہے اور قبول ہو کر اصل مقصد تک پہنچاتی ہے مگر مشکل یہ ہے کہ یہ بھی خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی اور پھر اس کا علاج یہی ہے کہ دعا کرتا رہے خواہ کیسی بھی بے دلی اور بے ذوقی ہو لیکن یہ سیر نہ ہو۔ چاہے مزہ آئے دعا میں یا نہ آئے لیکن دعا کرتے رہو کہ میرے لیے تیرے علاوہ تو اَور کوئی ہے ہی نہیں۔ اللہ کو ہم نے تو یہی کہنا ہے کہ ہم نے کہیں جانا ہی نہیں۔ میں نے کسی اور کے پاس نہیں جانا نہ جا سکتا ہوں۔ پس میں تیرے پاس ہی بیٹھا ہوں اور میرا دل اس وقت تک چین نہیں پائے گا جب تک تُو میری باتیں نہیں مانے گا۔ آپ نے فرمایا کہ چاہے تکلف اور تصنع ہی ہو لیکن اسی طرح دعا کرتے رہو۔ پھر ایسی حالت پیدا ہو جائے گی کہ ایک وقت میں وہ تکلف اور تصنع جو ہے وہ حقیقی دعا کا روپ دھار لے گی۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ اصلی اور حقیقی دعا کے واسطے بھی دعا ہی کی ضرورت ہے۔ فرمایا کہ بہت سے لوگ دعا کرتے ہیں ان کا دل سیر ہو جاتا ہے اور وہ کہہ اٹھتے ہیں کہ کچھ نہیں بنتا۔ آپ نے فرمایا کہ ہماری نصیحت یہ ہے کہ اس خاک بیزی میں ہی برکت ہے۔ اس خاک کو چھاننے میں ہی برکت ہے کیونکہ گوہر مقصود اسی سے نکل آتا ہے۔ جو مقصد پانا ہے، جو موتی حاصل کرنا ہے اسی سے نکلتا ہے۔ اب سونا حاصل کرنے والے لوگ جانتے ہیں، جو لوگ روایتی طریقے سے حاصل کرتے ہیں وہ دریاؤں کے کنارے پر بیٹھے ہوتے ہیں اور چھاننیوں سے مٹی چھانتے چلے جاتے ہیں۔ کئی کئی دن لگے رہتے ہیں۔ کئی کلو بلکہ منوں مٹی چھانتے رہتے ہیں اور پھر تھوڑا سا سونا ایک تولہ یا اس سے بھی کم ان کو ملتا ہے اسی پر وہ خوش ہو جاتے ہیں۔ تو اس طرح اللہ تعالیٰ کے آگے جھکے رہو گے تو برکت ملے گی۔ فرمایا کیونکہ آخر گوہر مقصود اسی سے نکل آتا ہے اور ایک دن آ جاتا ہے کہ جب اس کا وہ دل زبان کے ساتھ متفق ہو جاتا ہے۔ اور پھر خود ہی وہ عاجزی اور رقت اور جو دعا کے لوازمات ہیں پیدا ہو جاتے ہیں۔ رقت پیدا کرنا بڑا ضروری ہے۔ فرمایا کہ جو رات کو اٹھتا ہے خواہ کتنی ہی عدم حاضری ہو۔ توجہ نہ ہو بیشک، اور بے صبری ہو۔ جلدی جلدی بھی نماز پڑھے تب بھی، لیکن اگر وہ اس حالت میں بھی دعا کرتا ہے کہ الٰہی دل تیرے ہی قبضہ اور تصرف میں ہے تو اس کو صاف کر دے اور عین قبض کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے بسط چاہے تو اس قبض میں سے بسط نکل آئے گا۔ جو بے دلی کی کیفیت ہے اس میں سے بھی اللہ تعالیٰ ایسی حالت پیدا کر دے گا کہ اس میں توجہ پیدا ہونی شروع ہو جائے گی اور جو دل کی روک ہے وہ دور ہو جائے گی اور رقت پیدا ہو جائے گی۔ جو گھٹن کی کیفیت ہے وہ کُھل جائے گی اور دعا کرنے کی ضرورت کی طرف توجہ صرف نہیں پیدا ہو گی بلکہ دل سے دعائیں نکلنی شروع ہو جائیں گی اور فرمایا کہ یہی وہ وقت ہوتا ہے جو قبولیت کی گھڑی کہلاتا ہے۔ جب ایسی حالت ہو تو سمجھو کہ قبولیت دعا کی گھڑی ہو گئی۔ وہ دیکھے گا کہ اس وقت روح آستانہ الوہیت پر بہتی ہے اور گویا ایک قطرہ ہے جو اوپر سے نیچے کی طرف گرتا ہے۔ پس ایسی حالت میں جب رقت طاری ہو جاتی ہے پھر جب انسان مستقل لگا رہتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ رقت پیدا فرما دیتا ہے اور پھر دعاؤں کی قبولیت ظاہر ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 6 صفحہ 93-94 ایڈیشن 1984ء)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ وہ خدا جس کی طرف ہم بلاتے ہیں نہایت کریم اور رحیم، حیا والا، صادق، وفادار، عاجزوں پر رحم کرنے والا ہے۔ پس تم بھی وفادار بن جاؤ۔ تم بھی وفادار بن جاؤ اور پورے صدق اور وفا سے دعا کرو کہ وہ تم پر رحم فرمائے گا۔ دنیا کے شور و غوغا سے الگ ہو جاؤ اور نفسانی جھگڑوں کا دین کو رنگ مت دو۔ خدا کے لیے ہار اختیار کر و اور شکست کو قبول کر لو تو بڑی بڑی فتحوں کے تم وارث بن جاؤ گے۔

فرمایا کہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں، دنیاوی باتوں میں بھی اپنے آپ کو ان سے بچانا ہو گا اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے ان چیزوں سے بچنا ہو گا۔ حقوق العباد کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہو گی۔ اپنے رحمی رشتوں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہو گی۔ اپنے دوستوں کے حق ادا کرنے کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہو گی۔ تب ہی اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے کی طرف توجہ پیدا ہو گی اور پھر دعاؤں کی قبولیت کا بھی نشان انسان دیکھے گا۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ دعا کی پہلی نعمت یہ ہے کہ انسان میں پاک تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ قبولیت دعا کے لیے جو بڑی ضروری چیز ہے کہ پھر پاک تبدیلی پیدا ہو۔ صرف رمضان میں پاک تبدیلی تو نہیں پیدا ہونی بلکہ مستقل پاک تبدیلی پیدا ہوتی ہے تب قبولیتِ دعا کا اثر انسان پر ظاہر ہوتا ہے۔ پھر آپؑ نے فرمایا اس تبدیلی سے خدا تعالیٰ بھی اپنی صفات میں تبدیلی پیدا کرتا ہے اور اس کی صفات غیر متبدل ہیں مگر تبدیلی یافتہ کے لیے اس کی ایک الگ تجلی ہوتی ہے۔ یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات بدل جاتی ہیں بلکہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو رحم اور انعامات کی صفات ہیں ان کو حرکت میں لاتا ہے اور انسان کو ان سے فیضیاب کرتا ہے۔ فرمایا ان باتوں کو دنیا نہیں جانتی۔ ایسی حالت جب انسان میں پیدا ہوتی ہے، جب خدا کا ہو جائے تو یوں لگتا ہے جیسے وہ اَور خدا ہے حالانکہ اَور کوئی خدا نہیں ہے مگر نئی تجلی نئے رنگ میں اس کو ظاہر کرتی ہے۔ تب اس خاص تجلی کی شان میں اس تبدیلی یافتہ کے لیے وہ کام کرتا ہے جو دوسروں کے لیے وہ نہیں کرتا۔ (ماخوذ از لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 223)

جو لوگ کہتے ہیں کہ یہ تقدیر ہے۔ یہ تو اسی طرح ہونا ہے تو کس طرح دعا ہو گی، کس طرح قبول ہو گی۔ فرمایا اگر نیک نیتی سے دعا ہو گی تو پھر اللہ تعالیٰ تقدیر بدل دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فیصلے بدل دیتا ہے۔ بدانجام نیک انجاموں میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

پس دعاؤں کی طرف ہمیں بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے اور اس رمضان کو ایسا رمضان بنائیں جو دعاؤں کی قبولیت کا رمضان ہو۔ اپنے آپ میں پاک تبدیلی پیدا کرنے کا رمضان ہو اور پھر مستقل یہ پاک تبدیلی ہماری زندگیوں کا حصہ بن جائے اور ہمیں اللہ تعالیٰ دشمنوں سے، تمام مخالفین سے نجات دے۔ تمام ظالموں سے ہمیں نجات دے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ یہ توفیق دے کہ ہم اس رمضان کو مستقل اپنی زندگیوں میں پاک تبدیلی پیدا کرنے کا ذریعہ بنا لیں اور پھر یہ پاک تبدیلی ہماری زندگیوں کا دائمی حصہ بن جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ ☆☆☆

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے۔ رضی اللہ عنہ)

دینی اور روحانی امور میں مساوات

اس کے بعد ہم اس مساوات کی بحث کو لیتے ہیں جو دینی اور روحانی امور سے تعلق رکھتی ہے سو جاننا چاہئے کہ گو لامذہب لوگوں اور دنیا داروں کو اس میدان کی اہمیت پر اطلاع نہ ہو مگر قُربِ الٰہی کی تڑپ رکھنے والوں اور نجاتِ اُخروی کے متلاشیوں کے نزدیک یہ میدان دنیا کی زندگی سے بھی بہت زیادہ اہم اور بہت زیادہ قابل توجہ ہے اور الحمد للہ کہ اس میدان میں بھی اسلامی تعلیم نے صحیح مساوات کے ترازو کو پوری طرح برابر رکھا ہے۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ جہاں دوسرے مذاہب یہ تعلیم دیتے ہیں کہ خدا کے کلام کا نزول اور اس کے نبیوں اور رسولوں کا ظہور صرف خاص خاص قوموں کے ساتھ ہی مخصوص رہا ہے اور دنیا کی دوسری قومیں اس عظیم الشان روحانی نعمت سے کلی طور پر محروم رہی ہیں مثلاً یہودی لوگ اپنے سوا کسی دوسری قوم کو اس روحانی انعام کا حق دار نہیں سمجھتے اور اسی طرح ہندو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدا کا کلام صرف آریہ ورت تک محدود رہا ہے اور کسی دوسرے ملک اور دوسری قوم نے اس سے حصہ نہیں پایا اور عملاً عیسائی قوم بھی بنی اسرائیل کے باہر کسی نبی اور رسول وغیرہ کی قائل نہیں۔ الغرض جہاں دنیا کی ہر قوم اس روحانی نعمت کو صرف اپنے آپ تک محدود قرار دے رہی ہے اور کسی دوسری قوم کو اس کا حق دار نہیں سمجھتی وہاں اسلام بابانگ بلند یہ تعلیم دیتا ہے کہ جس طرح خدا نے اپنی مادی نعمتوں کو ہر قوم اور ہر ملک پر وسیع کر رکھا ہے اور کسی ایک قوم یا ایک ملک کے ساتھ مخصوص نہیں کیا مثلاً اس کا سورج ساری دنیا کو روشنی پہنچاتا ہے۔ اس کی ہوا سارے کرۂ ارض کو یکساں گھیرے ہوئے ہے۔ اس کا پانی ساری دنیا کو سیراب کرتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح خدا نے اپنی روحانی نعمتوں کو بھی کسی خاص قوم یا خاص ملک تک محدود نہیں کیا بلکہ ہر قوم اور ہر ملک کو اس سے حصہ دیا ہے۔ کیونکہ اسلام کی تعلیم کے مطابق دنیا کا خدا کسی خاص قوم یا خاص ملک کا خدا نہیں بلکہ ساری دنیا اور ساری قوموں کا خدا ہے اور وہ ایک ایسا مُقْسِط اور عادل حکمران ہے کہ سب مخلوق کو ایک نظر سے دیکھتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے:

وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ

یعنی ’’دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں گزری جس کی طرف خدا نے اپنی طرف سے کوئی رسول نہ بھیجا ہو تا کہ وہ انہیں ہوشیار کر کے نیکی بدی کا رستہ دکھا دے اور ترقی کی راہیں بتاوے۔‘‘

یہ الفاظ کیسے مختصر ہیں مگر غور کرو تو ان کے اندر روحانی اور دینی مساوات کا ایک عظیم الشان فلسفہ مخفی ہے جس نے دنیا کی ساری قوموں کو خدا کی توجہ کا یکساں حق دار قرار دے کر ایک لیول پر کھڑا کر دیا ہے اور اس خیال کو جڑ سے کاٹ کر رکھ دیا ہے کہ خدا صرف بنی اسرائیل کا خدا یا صرف آریہ ورت کا خدا ہے اور دوسری قوموں کے لئے اس کی محبت اور انصاف کی آنکھ بالکل بند ہے۔ الغرض اسلام نے روحانی مساوات کے میدان میں پہلا اصول یہ قائم کیا ہے کہ کلام الٰہی اور نبوت و رسالت کا وجود کسی خاص قوم یا خاص ملک کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ اپنے اپنے وقت میں ہر قوم اس عظیم الشان روحانی انعام سے حصہ پاتی رہی ہے کیونکہ ہر قوم خدا کی پیدا کردہ ہے اور خدا سے یہ بعید ہے کہ ایک ظالم باپ کی طرح اپنے ایک بیٹے کو حصہ دے اور دوسرے کو ہمیشہ کے لئے محروم کر دے۔

اسی ضمن میں نجات اور قربِ الٰہی کے حصول کا سوال آتا ہے۔ اکثر قوموں نے دنیوی اور اخروی امور میں بھی گویا ایک اجارہ داری کا رنگ اختیار کر رکھا ہے اور ایک خاص نسلی طبقہ کو خدا کا مقرب اور نجات کا مستحق قرار دے کر باقی سب کو عملاً محجوب اور ملعون گردانا ہے جسے کبھی بھی نجات اور قربِ الٰہی کی ٹھنڈی ہوا نہیں پہنچ سکتی۔ مثلاً یہودی لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ صرف ایک اسرائیلی نسل کا انسان ہی نجات کا مستحق ہے اور باقی سب لوگ خواہ وہ کیسے ہی نیک ہوں جہنم کا ایندھن ہیں۔ اسی طرح عیسائیوں نے گو نسلی رنگ میں نجات کو محدود نہیں کیا مگر بہت سے دینی حقوق وفرائض کو ایک خاص گروہ کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے جسے پریسٹ ہڈ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے چنانچہ عیسائیوں کے متعدد دینی امور بلکہ بعض تمدنی امور بھی ایک پریسٹ کی وساطت کے بغیر سرانجام نہیں پاسکتے۔ اسی طرح ہندوؤں میں بعض دینی حقوق کو صرف برہمن کا ورثہ قرار دیا گیا ہے اور دوسرے لوگ اس سے محروم ہیں۔ گویا ان قوموں نے نہ صرف دوسری اقوام کو نجس اور پلید قرار دے کر دھتکار دیا ہے بلکہ خود اپنے اندر بھی دینی اور مذہبی امور میں ناگوار طبقات کا وجود تسلیم کر کے خدائی انعامات کو بعض خاص طبقوں کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے مگر اسلام کا دامن ان سب ناپاک جنبہ داریوں کے داغ سے پاک ہے بلکہ جس طرح اس نے دنیوی حقوق میں پوری پوری مساوات قائم کی ہے اسی طرح اس نے دینی امور میں بھی انصاف اور مساوات کے ترازو کو کسی طرف جھکنے نہیں دیا چنانچہ اس بارے میں ایک اصولی قرآنی آیت اوپر کی بحث میں گزر چکی ہے جو یہ ہے۔

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ

یعنی ’’اے لوگو سن رکھو کہ تم میں سے خدا کے نزدیک زیادہ معزز اور زیادہ مقرب وہ شخص ہے جو زیادہ متقی اور زیادہ نیک اور زیادہ صالح ہے۔‘‘

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ قربِ الٰہی کے حصول کے معاملہ میں کسی قوم یا کسی طبقہ کی خصوصیت نہیں بلکہ سب گورے کالے، بڑے چھوٹے، طاقتور کمزور، مرد عورت خدا کا قرب حاصل کرنے کے معاملہ میں برابر ہیں اور آگے آنے کے لئے صرف ذاتی تقویٰ اور ذاتی نیکی کی ضرورت ہے۔ ان مختصر الفاظ میں خدا تعالیٰ نے یہ اشارہ بھی کر دیا ہے کہ جب ہم بادشاہوں کے بادشاہ ہو کر سب کو ایک نظر سے دیکھتے ہیں اور اپنا قرب عطا کرنے میں ذاتی تقویٰ وطہارت کے سوا کسی اور بات کا خیال نہیں کرتے تو پھر دوسروں کو تو بدرجہ اولیٰ یہ چاہئے کہ ذاتی اوصاف کے سوا کسی اور بات پر اپنے انتخاب کی بنیاد نہ رکھا کریں۔

پھر دینی امور میں جزا اور سزا اور انعام والزام کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ط
وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ

یعنی ’’جو شخص بھی خواہ وہ کوئی ہو ایک ذرہ بھر بھی نیکی کرتا ہے وہ ہم سے اس کا اجر پائے گا (اور اس کا کسی خاص طبقہ سے تعلق رکھنا اسے نیک عمل کے پھل سے محروم نہیں کر سکتا) اور اسی طرح جو شخص بھی کوئی بدی کرتا ہے وہ اس کا خمیازہ بھگتے گا (اور اس کا کسی خاص طبقہ سے تعلق رکھنا اسے اس کی بدی کے نتیجہ سے بچا نہیں سکتا)

پھر فرماتا ہے:

وَ قَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ط تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ط قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ بَلٰى ق مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ص وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

یعنی ’’یہودی اور عیسائی لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ کوئی شخص یہود یا نصاریٰ کے سوا جنت میں نہیں جا سکتا۔ یہ ان لوگوں کی محض خام خیالی ہے اور ایک ہَوَس سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی۔ تو انہیں کہہ دے کہ اگر تم اس دعویٰ میں سچے ہو تو کوئی دلیل لاؤ۔ ہاں بے شک جس شخص نے اپنے تئیں خدا کے سپرد کر دیا یعنی اس پر سچا ایمان لایا اور پھر نیک عمل کئے تو وہ خواہ کوئی ہو خدا سے اپنا اجر پائے گا اور ایسے لوگوں پر خدا کے حضور کوئی خوف وحزن نہیں آئے گا۔‘‘

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ نجات پانے اور قربِ الٰہی کے حصول کے لئے صرف قومی یا رسمی رنگ میں یہودی یا عیسائی یا کسی اور مذہب کی طرف منسوب ہونا ہرگز کافی نہیں بلکہ نجات اور قربِ الٰہی کے لئے سچا ایمان اور عمل صالح ضروری ہے۔ پس جو شخص بھی یہ دو باتیں یعنی سچا ایمان اور عمل صالح اپنے اندر پیدا کرتا ہے تو پھر خواہ وہ قومی یا نسلی رنگ میں کوئی ہو وہ خدا کی طرف سے ثواب اور انعام کا مستحق ہوگا۔ یہ آیت ضمناً مسلمانوں کو بھی ہوشیار کرتی ہے کہ وہ محض مسلمان کہلانے پر تسلی نہ پائیں کیونکہ خدا تعالیٰ کو خالی ناموں سے سروکار نہیں بلکہ اس کی نظر حقیقت پر ہے۔

پھر دینی فرائض کی ادائیگی کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنْ كَانُوْا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَاَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ فَاِنْ كَانُوْا بِالسُّنَّةِ سَوَاءً فَاَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَاِنْ كَانُوْا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَاَكْثَرُهُمْ سِنًّا۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَلْيَؤُمُّهُمْ اَحَدُهُمْ وَاَحَقُّهُمْ بِالْاِمَامَةِ اَقْرَؤُهُمْ۔

یعنی ’’اے مسلمانو! جب تم آپس میں فریضۂ نماز کی ادائیگی کے لئے اکٹھے ہو (جو اسلام میں سب سے اہم اور سب سے وقیع تر عبادت ہے) تو اس وقت اپنا امام بنانے کے لئے صرف یہ دیکھا کرو کہ تم میں سے قرآن کا علم کس شخص کو زیادہ حاصل ہے۔ پس جو شخص بھی قرآنی علم میں زیادہ ہو اسے نماز میں اپنا امام بنالیا کرو اور اگر چند آدمی علم قرآن میں برابر ہوں تو پھر ان میں سے جو شخص سنت رسولؐ کے علم میں زیادہ ہو اسے امام بنایا کرو۔ اور اگر چند آدمی سنت کے علم میں بھی برابر ہوں تو پھر ان میں سے جس شخص نے خدا کی راہ میں پہلے ہجرت کی ہو اسے امام بنایا کرو۔ اور اگر وہ ہجرت میں بھی برابر ہوں تو پھر جو شخص عمر میں زیادہ ہو اسے اپنا امام بنالیا کرو۔ اور ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ آتے ہیں کہ نمازوں میں مسلمانوں کا امام ہر وہ شخص ہو سکتا ہے جو ان میں سے ہے اور کسی خاص طبقہ کی تخصیص نہیں۔ مگر امامت کا زیادہ حق دار وہ شخص ہے جو دین کا زیادہ علم رکھتا ہے۔‘‘

الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دین و دنیا کے ہر میدان میں حقیقی مساوات قائم فرمائی ہے اور سوسائٹی کی ہر ناواجب کش مکش کو جڑ سے کاٹ کر رکھ دیا ہے اور جسم اور روح دونوں کی اصلاح کی ہے اور یہ وہ مساوات ہے جس کی نظیر یقیناً کسی دوسرے مذہب میں نہیں پائی جاتی۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 709 تا 713، مطبوعہ قادیان 2006)

❁❁❁

Love for All Hatred for None
99493-56387
Prop:Muhammad Saleem
MASROOR HOTEL
TEA,TIFFIN,MEALS,CHICKEN-BIRYANI,FAST-FOOD AVAILABLE HERE
Near Naidu Petrol Pump, Khammam Rd. Warangal (Telengana)
طالب دعا: محمد سلیم (ضلع نائب امیر جماعت احمدیہ ورنگل، تلنگانہ)

GRIP HOME
PROPERTY MANAGEMENT
Mohammed Anwarullah
Managing Partner
+91-9980932695
#4, Delhi Naranappa Street
R.S. Palya, Kammanahalli
Main Road, Bangalore - 560033
E-Mail : anwar@griphome.com
www.griphome.com

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

(قسط-12)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سفر لاہور اور حضور پُرنور کا وصال

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حالت لحظہ بلحظہ زیادہ کمزور، زیادہ نازک اور نڈھال ہوتی جارہی تھی۔ خاندان نبوت کے مرد و زن چھوٹے بڑے سبھی جمع تھے اور اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنہ کے واسطے دے دے کر دعا، تضرّع اور ابتہال میں مشغول تھے۔ سیدۃ النساء حضرت اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا بے قرار ہو ہو کر پکار رہی تھیں۔ **’’اے میرے خدا! اے ہمارے پیارے اللہ! یہ تو ہمیں چھوڑے جاتے ہیں پر تُو ہمیں نہ چھوڑیو۔‘‘**

سیدنا صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد سلمہ ربہ، ہمارے موجودہ امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی آنکھیں بند کئے ایک عزم مقبلانہ لئے

یَا حَیُّ یَا قَیُّوم ۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوم

کہہ کہہ کر ہمیشہ ہمیش باقی رہنے والی ذات والا صفات سے دعاء والتجاء اور راز و نیاز میں مصروف تھے۔ اور یہ تو وہ بعض الفاظ ہیں جو ہمارے کانوں میں پڑ گئے اور یاد بھی رہ گئے ورنہ خاندان کے سارے ہی اراکین بڑے بوڑھے، بیگمات اور شہزادے شہزادیاں اپنی اپنی جگہ بڑے ہی الحاح اور عجز و انکسار سے ذکر الٰہی، یاد خدا اور دعا و التجا میں مصروف تھے۔ تسبیح وتہلیل اور ذکر واذکار کی ایک گونج تھی جس سے جَو بھرا معلوم دیتا اور فضا گونج رہی تھی۔ ان مقدسین کے دل و دماغ میں کیا عزائم، کیا ارادے یا کیا کیا پاک خیالات تھے اور ان میں سے ہر ایک اپنے خدا سے کس کس رنگ میں راز و نیاز اور قول و قرار باندھنے میں مصروف تھا۔

کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

وہ خود ہی بیان کریں تو علم ہو یا پھر ان کا خدا اظہار کرے تو پتہ چلے ورنہ ہم لوگ تو ان عزائم و خیالات کی گرد کو بھی پہنچنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ لَا رَیب ان کے چہرے ان کے عزائم اور ارادوں کے آئینہ دار تھے مگر ان کا پڑھنا یا سمجھنا ہر کسی کا کام نہ تھا۔

خدام بھی پروانوں کی طرح اس نور الٰہی اور شمع ہدایت کے گرد جمع تھے اور ہر ایک اپنے اپنے رنگ میں مصروف دعا الٰہی جبروت اور شان بے نیازی کو دیکھ رہا تھا۔ حالت حضور کی اس مرحلہ پر پہنچ چکی تھی کہ خواتین مبارکہ اور صاحبزادگان والاتبار کے علاوہ خدام وغلاموں کی نظریں حضور کے چہرۂ مبارک پر ہی گڑ رہی تھیں۔ محترم حکیم محمد حسین صاحب قریشی اور حافظ فضل احمد صاحب حالت کی نزاکت محسوس کر کے خود بخود حضرت اقدس کی چارپائی کے پاس بیٹھے سورہ یٰسٓ پڑھتے رہے۔ حضور کے قلب مبارک کی حرکت جو کرب کی وجہ سے پہلے تیز تھی ہلکی پڑنے لگی مگر تنفس میں سُرعت اور بے قاعدگی شروع ہوگئی اور ساتھ ہی لب ہائے مبارک کی جنبش جس سے ہم اندازہ کرتے تھے کہ حضور پُرنور اس حال میں بھی ذکر الٰہی میں مصروف ہیں، میں بھی وقفے ہونے لگے۔ اور ہوتے ہوتے بالکل بے ساختہ اور نہایت ہی بے بسی کے عالم میں میرے مونہہ سے کسی قدر اونچے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ نکل گیا کیونکہ میں نے حضور کے آخری سانس کی حرکت کو بند ہوتے محسوس کر لیا تھا اور اس کے ساتھ ہی ہر طرف سے اس مصیبت عظیمہ پر رضاء و تسلیم کے اظہار کے طور پر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ کی درد بھری ندا بلند ہو گئی۔ اس وقت کم و بیش پچاس ساٹھ خدام اور خاندان نبوت کے اراکین و خواتین مبارکہ حضور پُرنور کے پلنگ کے گرد جمع ہوں گے۔ حضور کی روح اطہر تو اس قفس عنصری سے پرواز کر کے واصل بحق ہو کر اپنے محبوب حقیقی سے جا ملی اور اس طرح

جلد آ پیارے ساقی اب کچھ نہیں ہے باقی
دے شربت تلاقی حرص و ہوا یہی ہے

اپنے مقصد اصلی کو پا کر ابدی حیات، سچی راحت اور مقام رضاء و محمود پر سب سے اونچے بچھائے گئے تخت پر جا متمکن ہوئی مگر حضور کے غلام بحالت یُتم بالکل اس شیر خوار بچے کی مانند بلبلاتے اور سسکیاں لیتے نہایت ہی قابل رحم حالت میں رہ گئے جو بالکل چھوٹی **عمر میں مہر مادری** سے محروم کر دیا گیا ہو اور نقشہ اس وقت کا اس کی سچی کیفیت کے ساتھ الٰہی کلام **’’اس دن سب پر اداسی چھا جائے گی‘‘** کے بالکل مطابق تھا۔

منگل کا دن 26/مئی 1908ء مطابق 24 ربیع الثانی 1326 ہجری المقدس دس اور ساڑھے دس بجے دن کے درمیان کا وقت اس سانحہ ارتحال اور محبوب الٰہی کے وصال کی اطلاع آن واحد میں جہاں شہر بھر میں پھیل گئی وہاں خبر رساں ایجنسیوں، پرائیویٹ خطوط، اخباروں اور تاروں بلکہ ریل گاڑی کے مسافروں کے ذریعہ ہندوستان کے کونہ کونہ بلکہ اکناف عالم میں بجلی کی کوند کی طرح پھیل گئی اور اس اچانک حادثہ کی وجہ سے بعض ایسے مقامات کے احمدیوں نے تو اس اطلاع کو معاندانہ پراپیگنڈا یا جھوٹ و افتراء کے خیال سے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا جو دور دراز اور علیحدہ تھے۔ حضور پُرنور کا وصال کوئی معمولی حادثہ نہ تھا بلکہ موت عالم کا ایک نقشہ تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بعض برگزیدہ بندے دنیا و مافیہا کو اپنے اندر لئے ہوتے ہیں اور ان کا وجود حقیقۃً سارے عالم کا مجموعہ ہوتا ہے۔

مَنۡ اَحۡیَاھَا فَکَاَنَّمَاۤ اَحۡیَا النَّاسَ جَمِیۡعًا

قول خداوندی بھی اسی حقیقت کی تفسیر ہے۔ دنیا ہماری آنکھوں میں اندھیر تھی اور زمین باوجود اپنی فراخی و کشائش کے ہم پر تنگ تھی اور گویا رنج و غم کے پہاڑ تلے دب جانے کے باعث ہم لوگ پاگل اور مجنون ہو رہے تھے اور کچھ سوجھتا تھا نہ حواس ٹھکانے تھے کیونکہ آج وہ مقدس وجود جس نے آکر خدا دکھایا، رسول منوائے اور نور ایمان دلوایا اچانک یوں ہم میں سے اٹھا لیا گیا کہ خدا کے بعض وعدوں کے باقی ہونے کے خیال سے بے وقت اٹھایا جانا سمجھا گیا۔ اور وہ وجود مقدس جس کا نام خود خدا نے

جَرِیُّ اللّٰہِ فِیۡ حُلَلِ الۡاَنۡبِیَاءِ

یعنی

پہلوانِ حضرت ربّ جلیل برمیاں بستہ زشوکت خنجرے

جامع کمالات انبیاء سابقین رکھ کر نہ صرف اسے ایک عالم کا مجموعہ قرار دیا تھا بلکہ اسے مظہر صفات کل انبیاء ہونے کی وجہ سے عالمین کے فضائل و برکات اور خصائص وحسنات کا حامل و عامل ہونے کی عزت و شرف سے سرفراز فرمایا تھا۔

وہ ہم سے جدا ہو گیا
وائے بر مصیبت ما۔ فَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ

سیدۃ النساء حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جس صبر اور رضا بالقضاء کا نمونہ دکھایا اور جس طرح خاندان بھر کی دردمند اور رنجور و غمزدہ بیگمات کو سنبھال کر انہیں ڈھارس دی۔ سیدہ طاہرہ کا وہ نمونہ مردوں کے لئے بھی مشعل راہ بنا۔ سیدنا حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے جس عزم و استقلال سے اس مصیبت کے پہاڑ کو برداشت کیا اور مقام شکر پر نہ صرف خود قائم رہے بلکہ جماعت کے قیام کا بھی موجب بنے وہ آپ کی اولوالعزمی اور کوہ وقاری کی ایک زندہ اور بے نظیر مثال تھی اور نہ صرف یہی بلکہ خاندان نبوت کے ہر رکن کا نمونہ خدا کے برگزیدہ نبی کی صداقت کا ایک معیار نظر آرہا تھا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بے نظیر قوت قدسی، اعلیٰ روحانی تربیت اور کامل تعلق باللہ کا ہر فرد خاندان ایسا شاہد ناطق اور گواہ عادل ثابت ہو رہا تھا کہ بجز کاملین اور خدا کے خاص برگزیدہ بندوں کے اس کی مثال محال ہے۔ میں حضرت مولوی صاحب مولانا نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اطلاع دینے کی غرض سے خواجہ صاحب کے مکان کی اس کوٹھڑی میں پہنچا جہاں ابھی ابھی حضرت ممدوح سیدنا حضرت اقدس کی حالت نزع کو دیکھنے کی تاب نہ لا کر چلے گئے تھے اور تنہائی میں سر نیچے ڈالے دعاؤں میں مصروف تھے۔ میں نے روتے ہوئے سانحہ ارتحال کی اطلاع دی تو فرمایا:

’’تمہیں اب معلوم ہوا؟ مگر میں تو رات ہی اس نتیجہ پر پہنچ چکا تھا کیونکہ اس مرتبہ جتنا سخت حملہ حضور کو اس مرض کا ہوا اس سے قبل میں نے اتنا سخت حملہ کبھی نہ دیکھا تھا۔‘‘

اور فوراً اٹھ کر تشریف لے آئے۔ جبین مبارک پر بوسہ دیا۔ لوگوں کو روتے دھوتے اور غم میں نڈھال دیکھ کر نصیحت فرمائی۔ صبر کی تلقین کی۔ مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی بھی اور دوستوں کی طرح مضطرب و بیقرار زار و نزار تھے۔ حضرت مولوی صاحب کی نصیحت سے سنبھلے اور بے ساختہ جوش میں بول اٹھے۔

انت الصدیق۔ انت الصدیق۔ انت الصدیق

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد آپ ہی اہل اور احق ہیں کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی خدمت کا مقام اور مسلمانوں کی سیادت عطا فرمائی تھی اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رفع الی اللہ کے بعد آپ صدیق اکبر ہو کر جماعت کو سنبھالیں اور حضرت اقدس کے کام کی باگ ڈور تھامیں۔ وغیرہ۔ گو حضرت مولوی نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو اس قسم کی باتوں سے روک دیا۔ مگر باوجود اس کے اس وقت سے ہر کام میں آپ کی اجازت اور مرضی لی جانے لگی اور آپ ہی کے زیر ہدایت ضروری امور انجام پذیر ہونے لگے۔

(سیرۃ المہدی، جلد 2، تتمہ، صفحہ 416 تا 420، مطبوعہ قادیان 2008)

RAICHURI GROUP OF COMPANIES
Raichuri Builders & Developers LLP
G M Builders & Developers
Raichuri Constructions
Our Corporate office
B Wing, Office no 007
Itkar Soc, Suresh Nagar, RTO, Andheri
West, Mumbai - 400053
Tel : 02226300634 / 9987652552
Email id :
raichuri.build.develop@gmail.com
gm.build.develop@gmail.com

RAICHURI GROUP
BUILDERS & DEVELOPERS

طالبِ دعا
Abdul Rehman Raichuri
(Aka - Maqbool Ahmed)

Manufacturer and Retailer of Leather Fashion Accessories and Bags.
Specialized in the Desing and Production of Quality & Sale Online Platform
Like Flipkart, Amazon, Meesho. & Product Key Word is "*Grizzly Wallet*"
6294738647 mygrizzlyindia@gmail.com,Web:www.mygrizzlyindia.com
mygrizzlyindia mygrizzlyindia mygrizzlyindia
طالبِ دعا : عطاء الرحمٰن (بھائی پوٹا، ضلع ساؤتھ 24 پرگنہ) مغربی بنگال

ایسے علاقوں میں جہاں تھوڑا بہت دین کی رغبت ہو، دنیاداری کی طرف رجحان کم ہو، وہاں جا کر تبلیغ کریں گے تو آپ کو شاید کامیابیاں حاصل ہوں
آپ صرف شہر میں کھڑے ہو کے پمفلٹ بانٹ دیتے ہیں، اس کا تو کوئی فائدہ نہیں ہے

عاملہ کے ممبران کا آپس میں ایک دوسرے پر بھی اعتماد ہونا چاہئے اور افراد جماعت کا عاملہ پر اعتماد ہونا چاہئے، عاملہ کا افراد جماعت پر اعتماد ہونا چاہئے
ہر قسم کے شکوے، شکایتیں، گلے دور ہونے چاہئیں، ایک ہو کر رہیں
ہمیشہ کامیابی اس وقت ملتی ہے جب ایک سیسہ پلائی دیوار کی طرح آپ کھڑے ہو جائیں
اس کے بغیر کامیابیاں حاصل نہیں ہوا کرتیں

تربیت ایسی ہونی چاہئے کہ ہر ایک تربیتی لحاظ سے ایسا ہو جو باجماعت پانچ نمازوں کا پابند، قرآن کریم کی تلاوت کرنے اور خطبات کو باقاعدہ سننے والا ہو
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنے والا اور درس سننے والا اور اخلاقی لحاظ سے بلند اخلاق کا حامل ہو
آپس میں محبت اور پیار پیدا کرنے والا ہو، پیار کی فضا کو نہ صرف آپس میں بلکہ ارد گرد کے ماحول میں بھی پیدا کرنے والا ہو

اپنی انانیت کو چھوڑیں اور ہر ایک احمدی، احمدی بن کے رہے، اپنے اندر وہ روح پیدا کرے جس کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے تھے

خدام کو اپنے ساتھ attach کریں اور خدام کی عمر کے لحاظ سے ان کے لیے پروگرام بنائیں
ان کو جماعت کی اہمیت کا بتائیں اور ان کو بتائیں کہ ان ملکوں میں آ کر ہمیں صرف دنیاداری میں نہیں پڑنا چاہئے، دین کی طرف بھی ہماری رغبت یا رجحان ہونا چاہئے

بچوں کو مالی قربانی کی عادت ڈالو تو تمہارے مال میں برکت پڑے گی
یہ کوئی ٹیکس نہیں ہے، نہ جماعت احمدیہ اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کسی کے پیسے کا محتاج ہے لیکن اس سے ان کے مال میں برکت پڑتی ہے

ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے چندہ اصل میں ایک قربانی ہے، کوئی ٹیکس نہیں
اگر کوئی بندہ کسی وجہ سے چندہ ادا نہیں کر سکا اور اس کے حالات بھی ایسے ہیں کہ وہ چندہ ادا نہیں کر سکتا
تو اس سے کہیں پھر تم لکھ کے مرکز سے، خلیفہ وقت سے اجازت لے لو کہ میں یہ چندہ نہیں ادا کر سکتا مجھے write off کر دیں۔
حسن ظن رکھتے ہوئے قواعد بنائے گئے ہیں، قواعد کا مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ کم از کم یہ معیار ہیں ان پر ضرور پورا اترو، کسی کو پکڑنا مقصد نہیں ہے

❁ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ نیشنل مجلس عاملہ جاپان کی آن لائن ملاقات اور حضور انور کی زرّیں نصائح ❁

مورخہ 25 جون 2023ء کو امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ جاپان کی آن لائن ملاقات ہوئی۔

حضورِ انور نے اس ملاقات کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز سے رونق بخشی جبکہ ممبران مجلس عاملہ نے مسجد بیت الاحد، Tsushima سے آن لائن شرکت کی۔

پروگرام کا آغاز دعا سے ہوا جس کے بعد تمام ممبران کو تعارف نیز اپنی ذمہ داریوں کے حوالے سے حضور انور سے شرف گفتگو کا موقع ملا۔

جنرل سیکرٹری و سیکرٹری وقف نو نے بتایا کہ جاپان میں دو جماعتیں ٹوکیو اور ناگویا ہیں۔ حضور انور نے ان جماعتوں میں احمدیوں کی کل تعداد کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ 230 کے قریب احمدی ہیں۔

سیکرٹری تبلیغ سے حضور انور نے امسال بیعتوں کے ٹارگٹ کے بارے میں دریافت فرمایا جس پر موصوف نے جواب دیا کہ امسال دس بیعتوں کا ٹارگٹ ہے اور اب تک وہ ایک بیعت حاصل کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ بیعت کنندہ کے پس منظر کے بارے میں پوچھنے پر حضور انور کو بتایا گیا کہ وہ شخص جاپانی نژاد اور تقریباً پچاس سال کی عمر کا ہے نیز ایک انڈونیشین احمدی خاتون سے شادی شدہ ہے۔

سیکرٹری تبلیغ نے مزید بتایا کہ امسال ہم نے یہاں پر کچھ activity کی ہے جس میں نئے پمفلٹس شائع کرنے کے ساتھ ساتھ مختلف جگہوں پر تقریباً 29 ہزار پمفلٹ تقسیم کیے اور اس کے علاوہ قرآن کریم کے نسخے بھی تقسیم کیے ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ جو بڑے بڑے شہر ہیں وہاں کے لوگوں کو دنیاداری کی طرف رغبت زیادہ ہوتی ہے۔ ان کو دین سے کوئی ایسی رغبت نہیں ہے۔ نہ خدا سے کوئی تعلق ہے۔ پھر جاپانیوں میں، ہمارے بعض واقف بھی، کہتے ہیں کہ باقی تو سب ٹھیک ہے پر یہ جو تم کہتے ہو کہ پانچ نمازیں پڑھو اور شراب نہ پیو، یہ بڑا مشکل کام ہے۔ ہم شراب نہیں چھوڑ سکتے۔ اس لیے ایسے علاقوں میں جہاں تھوڑا بہت دین کی رغبت ہو، دنیا داری کی طرف رجحان کم ہو، وہاں جا کر تبلیغ کریں گے تو آپ کو شاید کامیابیاں حاصل ہوں۔ آپ صرف شہر میں کھڑے ہو کے پمفلٹ بانٹ دیتے ہیں، اس کا تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ یہاں کے مختلف علاقے ہیں جن علاقوں میں جا سکتے ہیں وہاں جا کر ایسی جگہ تلاش کریں جہاں دین کی طرف کچھ تھوڑا بہت رجحان ہو، خدا کا خوف بھی ہو، ان کو تبلیغ کی جائے۔ جو بڑے شہر ہیں وہاں اسلام کے بارے میں غلط فہمیوں کو دور کریں۔

یہاں پروگرام میں دکھاتے ہیں کہ یہ صاحب پاکستانی ہیں۔ جاپانی اور پاکستانی کھانوں کا کوئی ریسٹورنٹ کھولا ہوا ہے۔ غیر احمدی ہے، اور وہ اس کے مفت پمفلٹ بھی تقسیم کرتے رہتے ہیں اور دعوت دیتے ہیں کہ آؤ ہمارا کھانا کھاؤ۔ وہ لوگ اپنا کھانا بیچنے کے لیے اتنا خرچ کرتے ہیں تو آپ روحانی مائدہ بیچنے کے لیے اسی طرح کا پروگرام آرگنائز کیوں نہیں کر سکتے؟

سیکرٹری تبلیغ نے بتایا کہ دو ہفتے پہلے اس سلسلہ میں ایک پروگرام منعقد کیا تھا جس میں ہماری جماعت کے تمام ممبران کے ساتھ یہ discussion ہوئی ہے کہ مختلف جگہوں میں جاپان کے جو ken prefectures (کین صوبہ جات) ہیں ان areas میں وقف عارضی کے طور پر جایا جائے اور پمفلٹ distribution کے علاوہ وہاں تقریباً ہفتہ کے قریب رہ کر تبلیغ کی جائے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ سوال یہ ہے کہ ایک دفعہ وہاں جا کے آپ چھوڑ دیں اور پھر نہیں جائیں گے تو کوئی فائدہ نہیں۔ اس کا ایک فائدہ تو تب ہے جب آپ تابڑ توڑ حملہ کریں۔ ایک وفد جائے، پھر دوسرا اور پھر تیسرا جائے۔ ایک علاقے کو فوکس (focus) کر لیں اور وہاں بار بار جاتے رہیں۔ چھ مہینے کے لیے ایک علاقے کو لیا پھر اس کے لیے وہاں ایک دو بندوں کا ایک گروپ بنا دیا جو وقتاً فوقتاً جاتا رہے۔ اسی طرح دوسرے علاقے کو لے لیا پھر وہاں بار بار جائیں۔ آپ تعداد میں تھوڑے ہیں اس تھوڑی تعداد کے لحاظ سے ایک پلاننگ کرنی ہوگی کہ کس طرح ہم ان تھوڑے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ utilise کر سکتے ہیں۔

تبلیغ کے کاموں کے لیے ان میں شوق اور جذبہ پیدا کرنا بھی ضروری ہے۔ جذبہ بھی تو ایک چیز ہے۔ اصل چیز یہ ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد کرتے ہیں تو پھر اس کا عملی اظہار بھی ہونا چاہیے۔ یہ چیزیں پیدا کریں، یہ شعبہ تربیت کا بھی کام ہے ان سے مل کے ایک coordinated پروگرام ہونا چاہیے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آپس میں اتفاق، محبت اور اعتماد کی فضا پیدا ہو۔ عاملہ کے ممبران کا آپس میں ایک دوسرے پر بھی اعتماد ہونا چاہیے اور افراد جماعت کا عاملہ پر اعتماد ہونا چاہیے، عاملہ کا افراد جماعت پر اعتماد ہونا چاہیے۔ ہر قسم کے شکوے، شکایتیں، گلے دور ہونے چاہئیں، ایک ہو کر رہیں، ہمیشہ کامیابی اس وقت ملتی ہے جب ایک سیسہ پلائی دیوار کی طرح آپ کھڑے ہو جائیں۔ اس کے بغیر کامیابیاں حاصل نہیں ہوا کرتیں۔

ربوہ سے تعلق رکھنے والے صدر مجلس انصار اللہ جاپان سے حضور انور نے معلوم فرمایا کہ کیا تمام اراکین فعال طور پر شامل ہیں؟ جس پر انہوں نے بتایا کہ کل پچاس انصار ہیں جن میں سے نصف سے زیادہ سرگرم عمل ہیں۔

سیکرٹری تربیت سے مخاطب ہوتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ تربیت ایسی ہونی چاہیے کہ ہر ایک تربیتی لحاظ سے ایسا ہو جو پانچ نمازوں کا پابند نیز باجماعت نمازیں پڑھنے، قرآن کریم کی تلاوت کرنے اور خطبات کو باقاعدہ سننے والا ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنے والا اور آپ جو درس دیتے ہیں ان کو سننے والا اور اخلاقی لحاظ سے بلند اخلاق کا حامل ہو۔ آپس میں محبت اور پیار پیدا کرنے والا ہو، پیار کی فضا کو نہ صرف آپس میں بلکہ اردگرد کے ماحول میں بھی پیدا کرنے والا ہو، جتنی چھوٹی جماعت ہے اتنا زیادہ پیار و محبت ہونا چاہیے اور یہی سیکرٹری تربیت کا کام ہے، اس لیے جماعت میں یہ چیزیں پیدا کریں۔

اپنی انانیت کو چھوڑیں اور ہر ایک احمدی، احمدی بن کے رہے۔ اپنے اندر وہ روح پیدا کرے جس کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے تھے۔ ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد قائم کرنے کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے۔ حقوق العباد میں ایک بنیادی چیز آپس کی محبت اور پیار ہے جو ہم نہیں کرتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو ایک سال جلسہ اس لیے منعقد نہیں کروایا تھا کہ جو نمونہ آپ دیکھنا چاہتے تھے وہ پیدا نہیں ہوا اور مثال آپ نے کیا دی کہ ایک بندہ اپنے بھائی کو اس چارپائی پر بیٹھنے نہیں دیتا یا چارپائی پہ لیٹنے نہیں دیتا جو اس کی چارپائی ہے۔ اس کا اتنا معیار قربانی کا ہونا چاہیے تھا کہ اپنا بستر خالی کر کے اسے دے دیتا کیونکہ بستر خالی کر کے نہیں دیا اس لیے تم لوگوں میں یہ روح پیدا نہیں ہوئی اس لیے میں جلسہ ہی نہیں کرتا۔ تم لوگ اس قابل ہی نہیں کہ جلسہ کرو۔ یہ مثالیں حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات میں سے نکالا کریں۔

اور پھر کس طرح ہم نے تربیت کرنی ہے؟ بات یہ ہے کہ دوسرے کے قصور نکالنے کے بجائے صرف یہ بتانا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہم سے کیا چاہتا ہے۔ ہم سے اس زمانے میں مسیح موعود علیہ السلام کیا چاہتے ہیں اور کس طرح ہماری جماعتی ترقی ہوسکتی ہے اور اس کے لیے ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ اپنی ذاتی اناؤں، عزتوں، سب کچھ کو پرے چھوڑنا پڑے گا۔

صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے بتایا کہ جاپان میں کل 82 خدام اور 19 اطفال ہیں۔ ایک واقعہ کا حوالہ دیتے ہوئے جہاں شمالی کوریا نے جاپان پر میزائل فائر کیا، جس سے رہائشیوں کو محفوظ رہنے کے لیے متنبہ کیا گیا، حضور نے دریافت کیا کہ کیا وہ کبھی وہاں تبلیغ، نمائش یا دورے کے لیے گئے ہیں؟ اس پر موصوف نے اثبات میں جواب دیا۔

حضور انور نے موصوف کو ہدایت فرمائی کہ خدام کو اپنے ساتھ attach کریں اور خدام کی عمر کے لحاظ سے ان کے لیے پروگرام بنائیں۔ ان کو جماعت کی اہمیت کا بتائیں اور ان کو بتائیں کہ ان ملکوں میں آ کر ہمیں صرف دنیاداری میں نہیں پڑنا چاہیے، دین کی طرف بھی ہماری رغبت یا رجحان ہونا چاہیے۔ اللہ کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے۔ یہ روح خدام کے اندر پیدا کریں، دنیا تو مل ہی جائے گی، دین کو حاصل کرنے کی کوشش کرو۔

ایک مبلغ سلسلہ سے یوکے میں گزرے ہوئے وقت کی بابت بات کرتے ہوئے حضور انور نے پوچھا کہ کیا آپ نے کوئی قیمتی تجربہ حاصل کیا اور کیا آپ نے ان تجربات کو جاپان میں نافذ العمل کیا ہے؟ اس پر موصوف نے اثبات میں جواب دیتے ہوئے کہا کہ واقعی میں نے برطانیہ میں اپنے گزرے وقت کے دوران بہت کچھ سیکھا اور عرض کیا کہ وہ جاپان میں اپنے کام میں ان تجربات سے فائدہ اٹھانے کی پوری کوشش کر رہے ہیں۔

ٹوکیو یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے والے ایک مبلغ کو حضور انور نے یاددہانی کرواتے ہوئے نصیحت فرمائی کہ ان کا مقصد صرف یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنا نہیں بلکہ اس میں تبلیغ بھی شامل ہے نیز اس بات پر زور دیا کہ وہ اپنی یونیورسٹی میں اسلام احمدیت کی تعلیمات کو متعارف کروائیں۔

سیکرٹری امور عامہ نے بتایا کہ ان کی ذمہ داریاں بنیادی طور پر تنازعات کو حل کرنے کے گرد گھومتی ہیں۔ اس پر حضور انور نے شعبہ امور عامہ کی متفرق ذمہ داریوں پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ باقی کام امور عامہ کا کیا ہے؟ جماعت کے افراد کی بہتری کے لیے کوشش کرنا، جو کوئی نئے لوگ آتے ہیں ان کے لیے کوئی employment وغیرہ کا حساب کتاب رکھنا، ان کی مدد کرنا اور اگر افراد جماعت کو کوئی مشکلات ہیں تو ان کی مشکلات کو دور کرنا۔ امور عامہ کا کام صرف جھگڑے نپٹانا نہیں ہے۔ یہ ایک ضمنی کام ہے۔ اصل کام یہ ہے جماعت کی بہتری کے لیے آپ کیا کر سکتے ہیں۔ اس کے لیے آپ نے کیا plan بنایا ہے کہ جماعت کے ہر فرد کو اچھی job مل جائے یا ہر بچے کی پڑھائی کی طرف توجہ ہو اور جو پڑھ لکھ جائیں ان کے لیے اچھے جاب کی تلاش ہو، ان کی مدد کی جائے۔ یا اگر کوئی جاپان میں نئے آنے والے لوگ ہیں، اوّل تو بہت کم آتے ہیں، اگر کوئی آتے بھی ہیں تو ان کے لیے آپ کیا مدد کر سکتے ہیں اور اسی طرح جماعت کا تعارف مختلف جگہوں پر کروانے کے لیے آپ اپنے اپنے علاقے میں کتنا active کردار ادا کر سکتے ہیں۔

لاہور سے 2018ء میں ہجرت کر کے جاپان میں مقیم ہونے والے سیکرٹری مال نے بتایا کہ وہ اس کے ساتھ ساتھ تحریک جدید اور وقف جدید کے سیکرٹری بھی ہیں، ان کو تفویض کردہ متعدد ذمہ داریوں کے بارے میں سن کر حضور انور نے تبصرہ کیا کہ ایسا لگتا ہے کہ وہ ایک اہم کام کا بوجھ اٹھا رہے ہیں۔

حضور انور کے دریافت کرنے پر بتایا گیا کہ جاپان میں ایک برگر تقریباً دوسو Yen سے start ہوتا ہے، جس پر حضور انور نے فرمایا کہ سستے سے سستا برگر بھی دوسو Yen کا آتا ہے تو بچوں کو کھلا دیتے ہیں۔ بچوں کو یہ تحریک کیوں نہیں کرتے کہ تم اس میں سے پچاس Yen چندہ تحریک جدید یا وقف جدید دے دو۔ بچوں کو مالی قربانی کی عادت ڈالو تو تمہارے مال میں برکت پڑے گی۔ یہ کوئی ٹیکس نہیں ہے، نہ جماعت احمدیہ اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کسی کے پیسے کا محتاج ہے لیکن اس سے ان کے مال میں برکت پڑتی ہے، یہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اسی طرح وقف جدید بچوں کے سپرد کیا ہوتا ہے تو ناصرات اور اطفال کے سپرد کریں۔ خدام سے coordinate کر کے ان کو تحریک کریں کہ چاہے تھوڑا لیکن اپنی خوشی سے دیں تا کہ ان کو چندہ دینے کی عادت پڑے۔

حضور انور نے سیکرٹری سمعی و بصری سے گفتگو کرتے ہوئے ان کے پیشے کے بارے دریافت کیا جس پر موصوف نے جواب دیا کہ وہ گاڑیوں کا کام کرتے ہیں۔ حضور انور نے پھر استفہامیہ انداز میں مسکراتے ہوئے پوچھا کہ کیا گاڑیوں میں کام کرتے وقت داڑھی رکھنے پر کوئی پابندی یا ممانعت ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ایسی کوئی پابندی نہیں ہے، یہ سن کر حضور مسکرائے اور انہیں داڑھی رکھنے کی نصیحت فرمائی۔

بطور سیکرٹری سمعی و بصری اپنے کام کا تذکرہ کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ مسجد میں مختلف تقریبات کا اہتمام کیا گیا جس میں مقامی لوگوں کو مدعو کیا گیا تھا۔ ان تقریبات کے ذریعے جماعت کا ان سے تعارف ہوا نیز بتایا گیا کہ ایک عوامی نشریاتی ادارے NHK نے اس تقریب کی کوریج بھی کی۔

حضور انور نے سیکرٹری امور خارجیہ سے استفسار فرمایا کہ آپ کے کتنے ایم پیز، ممبر آف پارلیمنٹ، کونسلرز اور میئرز سے روابط ہیں نیز کن کن جگہوں کے میئر سے آپ کے تعلقات استوار ہو چکے ہیں؟

انہوں نے بتایا کہ حال ہی میں یہاں سترہ نئے میئرز منتخب ہوئے تھے ان کو جماعت کی طرف سے congratulatory message بھیجا۔ اس کے علاوہ سفارت خانوں کے ساتھ کافی ریگولر رابطہ رہتا ہے۔ جب بھی کوئی event آتا ہے تو ان کو ضرور خط لکھتے ہیں۔ برکینا فاسو میں شہادتوں کے واقعہ پر ہم لوگوں نے خط لکھا اور جماعت کی طرف سے condemnation کی۔

اس پر حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ ان لوگوں سے مستقل رابطے رکھنے پڑتے ہیں، مستقل رابطے یہ نہیں کہ کوئی واقعہ ہو گیا تو اس وقت تعلق رکھ لیا۔ اس طرح وہ بھول جاتے ہیں۔ جب آپ کا خط جاتا ہے اس کے بعد بھی بھول جاتے ہیں۔ اگر آپ ان لوگوں کے ساتھ مسلسل رابطے میں ہوں تو ان کے مختلف events پر ان کو مبارکبادیں دے دیا کریں۔ مستقل رابطہ رکھیں جس سے جماعت کا تعارف ہو۔ تھوڑے سے لوگ بھی اگر چاہیں تو بہت سارا تعارف کروا سکتے ہیں۔

سیکرٹری وصایا جو کہ خود بھی موصی ہیں ان سے گفتگو کے دوران کل جماعتی تجنید میں سے 78 کمانے والے افراد جماعت کے تناسب سے حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ کم از کم ۳۹ ر موصی ہونے چاہئیں۔

سیکرٹری اشاعت و جائیداد نے جائیدادوں کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ Tsushima میں ایک مسجد بیت الاحد اور ایک قبرستان ہے۔ حضور انور نے حاصل کی گئی جائیدادوں میں سے ایک ایسی جائیداد (جس کا نہ تو کوئی فائدہ ہوا اور نہ نقصان) کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا وہ اسے بیچنے یا استعمال کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ حضور انور کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یہ جگہ باعتبار محل وقوع آسانی سے قابل رسائی نہیں اور اس کے لیے کچھ چیلنجز کا سامنا ہے نیز اگر سونامی آئے تو نقشے کی بنیاد پر یہ علاقہ اس کے بہت قریب ہوگا۔

ٹوکیو جماعت کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ چونکہ وہاں ایک بڑی جماعت ہے، اس لیے وہاں ایک مرکزی مقام ہونا چاہیے جہاں نماز کے لیے آنے والے افراد جماعت کے لیے آسانی ہو۔

حضور انور نے فرمایا کہ ٹوکیو کے ان علاقوں پر غور کیا جائے جہاں زیادہ تر احمدی رہتے ہیں اور اگر اس مخصوص علاقے میں قابل ذکر تعداد موجود ہے تو قریبی جگہ حاصل کرنے کے امکانات تلاش کریں۔ حضور انور نے مزید ہدایت فرمائی کہ اس پر ایک feasibility

باقی صفحہ نمبر 18 پر ملاحظہ فرمائیں

Zaid Auto Repair
زید آٹو رِپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Ayenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

اللہ کی راہ میں گن گن کر خرچ نہ کیا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں گن گن کر ہی دیا کرے گا
اپنے روپوؤں کی تھیلی کا منہ بند کر کے کنجوسی سے نہ بیٹھ جاؤ ورنہ پھر اس کا منہ بند ہی رکھا جائے گا
جتنی طاقت ہے کھول کر خرچ کرو اللہ پر توکل کرو اللہ دیتا چلا جائے گا

وقف جدید کے ستاسٹھویں سال کے دوران افرادِ جماعت کی طرف سے پیش کی جانے والی مالی قربانیوں کا تذکرہ اور اڑسٹھویں سال کے اجرا کا اعلان

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 03/جنوری 2025 بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں کون سی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں سورہ آل عمران 92 کی تلاوت فرمائی لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ وَ مَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَیۡءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیۡمٌ ۔اس آیت کا ترجمہ ہے کہ تم کامل نیکی کو ہرگز نہیں پا سکتے جب تک اپنی پسندیدہ اشیاء میں سے خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرو اور جو کوئی چیز بھی تم خرچ کرو اللہ اسے یقیناً خوب جانتا ہے۔

سوال: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث میں مال خرچ کرنے والے اور روک رکھنے والے کے متعلق کیا بیان فرمایا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہر صبح دو فرشتے اترتے ہیں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے سخی کو اَور دے اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے اَور پیدا کر۔ دوسرا کہتا ہے کہ اللہ روک رکھنے والے کنجوس کو ہلاک کر دے اور اس کا مال و متاع برباد کر دے۔

سوال: وقف جدید کے ستاسٹھویں (67) سال کے دوران جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر نے کتنی وصولی کی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقف جدید کے ستاسٹھ ویں (67) سال کے دوران جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر کو ایک کروڑ 36/لاکھ 81/ہزار پاؤنڈز کی مالی قربانی پیش کرنے کی توفیق ملی۔ یہ وصولی گذشتہ سال کے مقابلے میں 7/لاکھ 36/ہزار پاؤنڈز زیادہ ہے۔

سوال: حضور انور نے وقف جدید کے کون سے سال کا اعلان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے وقف جدید کے اڑسٹھ ویں (68) سال کے اجرا کا اعلان فرمایا۔

سوال: انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے محبوب اور عزیز ہونے کا اعزاز کب ملے گا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: بیکار اور نکمی چیزوں کے خرچ سے کوئی آدمی نیکی کرنے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ نیکی کا دروازہ تنگ ہے۔ پس یہ امر ذہن نشین کر لو کہ نکمی چیزوں کے خرچ کرنے سے کوئی اس میں داخل نہیں ہو سکتا کیونکہ نص صریح ہے لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ۔ جب تک عزیز سے عزیز اور پیاری سے پیاری چیزوں کو خرچ نہ کرو گے اس وقت تک محبوب اور عزیز ہونے کا درجہ نہیں مل سکتا۔ اگر تکلیف اٹھانا نہیں چاہتے اور حقیقی نیکی کو اختیار کرنا نہیں چاہتے تو کیونکر کامیاب اور بامراد ہو سکتے ہو؟ کیا صحابہ کرام مفت میں اس درجہ تک پہنچ گئے جو ان کو حاصل ہوا۔ دنیاوی خطابوں کو حاصل کرنے کے لیے کس قدر اخراجات اور تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں تو پھر کہیں جا کر ایک معمولی خطاب جس سے دلی اطمینان اور سکینت حاصل نہیں ہو سکتی ملتا ہے پھر خیال کرو کہ رضی اللہ عنہم کا خطاب جو دل کو تسلی اور قلب کو اطمینان اور مولیٰ کریم کی رضامندی کا نشان ہے کیا یونہی آسانی سے مل گیا۔

سوال: اگر کوئی شخص خواب میں دیکھے کہ اس نے جگر نکال کر کسی کو دیا ہے تو اس سے کیا مراد ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: علمِ تعبیر الرؤیا میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص خواب میں دیکھے کہ اس نے جگر نکال کر کسی کو دے دیا ہے تو اس سے مراد مال ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت ابوبکرؓ کی زندگی میں للّٰہی وقف کا معیار اور محک کیا تھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ کی زندگی میں للّٰہی وقف کا معیار اور محک وہ تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ضرورت بیان کی اور وہ کل اثاث البیت لے کر حاضر ہو گئے۔

سوال: مالی قربانی کے کتنے فضل ہوتے ہیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نسبتی ہمشیرہ حضرت اسماء کو یہ نصیحت فرمائی کہ اللہ کی راہ میں گن گن کر خرچ نہ کیا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں گن گن کر ہی دیا کرے گا۔ اپنے روپوؤں کی تھیلی کا منہ بند کر کے کنجوسی سے نہ بیٹھ جاؤ ورنہ پھر اس کا منہ بند ہی رکھا جائے گا جتنی طاقت ہے کھول کر خرچ کرو۔ اللہ پر توکل کرو اللہ دیتا چلا جائے گا۔

سوال: حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحبؓ کی مالی قربانی کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ نے کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ زمانہ مجھے یاد ہے جبکہ آپؑ پر مقدمہ گورداسپور میں ہو رہا تھا اور اس میں روپیہ کی ضرورت تھی۔ حضرت صاحب نے دوستوں میں تحریک بھیجی کہ چونکہ اخراجات بڑھ رہے ہیں، لنگر خانہ دو جگہ پر ہو گیا ہے ایک قادیان میں اور ایک یہاں گورداسپور میں۔ اور اس کے علاوہ مقدمہ پر بھی خرچ ہو رہا ہے۔ لہٰذا دوست امداد کی طرف توجہ کریں۔ جب حضرت صاحب کی تحریک ڈاکٹر صاحب کو پہنچی تو اتفاق ایسا ہوا کہ اسی دن ان کو تنخواہ تقریباً چار سو پچاس روپے ملی تھی۔ وہ ساری کی ساری تنخواہ اسی وقت حضرت صاحب کی خدمت میں بھیج دی۔ ایک دوست نے سوال کیا کہ آپ گھر کی ضروریات کے لیے کچھ رکھ لیتے تو انہوں نے کہا کہ خدا کا مسیح لکھتا ہے کہ دین کے لیے ضرورت ہے تو پھر اَور کس کے لیے رکھ سکتا ہوں۔ غرض ڈاکٹر صاحب تو دین کے لیے قربانیوں میں اس قدر بڑھے ہوئے تھے کہ حضرت صاحب کو انہیں روکنے کی ضرورت محسوس ہوئی اور انہیں کہنا پڑا کہ اب آپ کو قربانی کی ضرورت نہیں۔

سوال: قازقستان کے مبلغ سلسلہ ایان ابرائیف صاحب کے چندے کا ذکر کرتے ہوئے کیا کہتے ہیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: قازقستان کے مبلغ سلسلہ ایان ابرائیف صاحب کے چندے کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ایان ابرائیف صاحب نے کہا کہ میں نے زندگی میں ایسا وقت بھی دیکھا ہے جب میرے پاس روٹی خریدنے کے لیے پیسے نہیں تھے۔ مجھے کھانے پینے کی چیزیں قرض لینا پڑتی تھیں اور میری بیوی متفکر رہتی تھی کہ ہم آگے کیسے زندگی گزاریں گے لیکن ان حالات میں بھی کہتے ہیں کہ میں نے چندہ ادا کرنا شروع کر دیا اور اب بھی میرا یہ اصول ہے کہ جب بھی میرے پاس پیسے آتے ہیں تو سب سے پہلے میں چندہ ادا کرتا ہوں لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا عجیب حسنِ سلوک ہے میرے ساتھ کہ جب بھی میں چندہ ادا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ مجھے بہتر مالی وسائل سے نواز دیتا ہے اور میری بیوی بعض دفعہ یہ پوچھتی ہے کہ یہ پیسے کہاں سے آئے ہیں؟ تو میں اس کو یہی کہتا ہوں یہ سب چندے کی برکت ہے۔ اللہ تعالیٰ تو ادھار نہیں رکھتا اور اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ جب تم مال کو میری خاطر خرچ کرو گے تو میں تمہیں دوں گا، بڑھا کے دوں گا اور اللہ تعالیٰ اپنا یہی وعدہ پورا کرتا ہے۔

سوال: مالی قربانی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کس طرح نوازتا ہے؟

جواب: انڈیا سے وہاں کے ایک انسپکٹر صاحب لکھتے ہیں۔ ایک دوست ہیں ان کا وقف جدید کا چندہ چوبیس ہزار تھا۔ چند دن رہ گئے تھے انہوں نے کہا کہ میرے پاس کچھ رقم ہے لیکن ایک اہم کام میں مَیں نے یہ رقم دینی ہے۔ تو انہیں میں نے کہا کہ یہ وقفِ جدید کے سال کا آخر ہے۔ آپ دیکھ لیں جو بھی آپ مناسب سمجھتے ہیں کہ ابھی دینی ہے یا بعد میں دینی ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ اللہ پر توکل کرتا ہوں اور رقم چندے کی ادائیگی میں دے دی۔ دوسرے دن ہی موصوف کا فون آیا کہ کاروبار کی ایک بہت بڑی رقم کہیں پھنسی ہوئی تھی وہ اچانک مل گئی ہے اور پوری رقم تو نہیں ملی لیکن اس میں سے پچاس ہزار مل گئے ہیں اور باقی کا بھی دینے والے نے وعدہ کیا ہے کہ جلدی دے دوں گا۔ تو دیکھیں اللہ تعالیٰ نے ان کو کہا کہ اچھا تم میری خاطر مال کی محبت کو چھوڑ رہے ہو اور ذاتی ضروریات کو چھوڑ رہے ہو، جماعتی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کر رہے ہو تو میں تمہاری مدد کرتا ہوں تو اس طرح اللہ تعالیٰ مدد کرتا ہے۔

✿ ✿ ✿

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوت قدسی نے عرب کے رہنے والے مشرکین کی ایسی کایا پلٹی
کہ انہیں ایک خدا کی عبادت کرنے والا اور ہمہ وقت اس کے ذکر سے اپنی زبانوں کو تر کرنے والا بنا دیا،
ان لوگوں نے اپنے آقا و مطاع کی پیروی میں اپنی راتوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے گزارنا شروع کر دیا

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 08/ستمبر 2006 بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوت قدسی نے عرب کے مشرکین پر کیا اثر کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوت قدسی نے عرب کے رہنے والے مشرکین کی ایسی کایا پلٹی کہ انہیں ایک خدا کی عبادت کرنے والا اور ہمہ وقت اس کے ذکر سے اپنی زبانوں کو تر کرنے والا بنا دیا۔ ان لوگوں نے اپنے آقا و مطاع کی پیروی میں اپنی راتوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے گزارنا شروع کر دیا۔ اُن لوگوں نے جہاں اپنے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعاؤں کی قبولیت کے نشان دیکھے۔ وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں خود اپنی قبولیت کے نشانات بھی دیکھے۔ اور یہی قبولیت کے نشانات اور اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان تھا جس نے ان کو مزید توکل کرنے والا اور دعاؤں پر یقین کرنے والا بنا دیا اور پھر وہ اُس مقام تک پہنچ گئے جہاں وہ ہر روز اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نظارے دیکھتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت نے اُنہیں خدا تعالیٰ کی صفات کا فہم و ادراک عطا کیا۔ ان کی عبادتوں نے اللہ تعالیٰ کو ان سے راضی کیا۔ اور وہ اپنے پیارے خدا سے اس طرح راضی ہوئے کہ دنیا کی ہر لالچ کو انہوں نے ٹھوکروں سے اڑا دیا۔ اور وہ لوگ بعد میں آنے والوں کے لئے ہدایت کا باعث بنے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کی نظر میں صحابہؓ کا کیا مقام ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت عمرؓ بن خطاب بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مَیں نے اپنے صحابہ کے اختلاف کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی کہ اے محمد! تیرے صحابہ کا میرے نزدیک ایسا مرتبہ ہے جیسے آسمان میں ستارے ہیں۔ بعض بعض سے روشن تر ہیں لیکن نور ہر ایک میں موجود ہے۔ پس جس نے تیرے کسی صحابی کی پیروی کی میرے نزدیک وہ ہدایت یافتہ ہوگا۔ حضرت عمرؓ بن خطاب نے یہ بھی کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں ان میں سے جس کی بھی تم اقتداء کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔

سوال: صحابہؓ نے دنیا کی ہدایت اور اسلام کا پیغام

پہنچانے کیلئے کیا عظیم الشان کام سرانجام دئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ان روشن ستاروں نے دنیا کو ہدایت دی۔ ایک دنیا تک اسلام کا پیغام پہنچایا، ایک دنیا کو اپنے پیدا کرنے والے خدا کے قریب کیا، عرب سے باہر کی دنیا میں یہ صحابہ گئے اور اللہ تعالیٰ پر توکل، ایمان اور دعاؤں سے لوگوں نے اُن کے ہاتھوں سے دنیا میں معجزے عمل میں آتے دیکھے۔ پھر جب بڑی بڑی طاقتوں نے جو ہدایت کی اِن قندیلوں کو بجھانا چاہتی تھیں، جو انہیں ختم کرنے کے درپے تھیں اُن سے ٹکر لی تو اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہوئے اور اپنی دعاؤں کی قبولیت دیکھتے ہوئے انہوں نے ان طاقتوں سے مقابلہ کیا تو میدان پر میدان مارتے چلے گئے۔

سوال: ایران کے خلاف جنگ میں صحابہ کرام نے کیا نمونہ دکھایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ایران کے خلاف جب جنگ ہوئی تو سب لوگ تُستَر کے مقام پر جمع ہوئے۔ اور اہل فارس کے سپہ سالار ہرمزان اور ان کی ایرانی افواج اور پہاڑوں پر رہنے والے اور اہواز کے لشکر خندقوں میں بیٹھے تھے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو ان کی امداد کے لئے بھیجا اور اہل بصرہ پر حاکم بنا دیا۔ اور باقی تمام علاقہ پر ابوسبرہؓ کو مقرر کیا۔ مسلمانوں نے کئی مہینے تک ان کا محاصرہ کئے رکھا، اکثر کو تہ تیغ کیا۔ اس محاصرے میں حضرت براء بن مالکؓ جو حضرت انس بن مالکؓ کے بھائی تھے شہید ہو گئے۔ ان کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے سو مرتبہ مبارزت کی تھی اور آخری بار شہید ہو گئے تھے۔ آپ ہی کی طرح مجزأة بن ثور اور کعب بن سُور اور اہل کوفہ اور اہل بصرہ میں سے متعدد لوگ شہید ہوئے تھے۔ جنگ تُستر کے دوران مشرکین نے ان پر اَسّی (80) بار حملہ کیا اور کبھی یہ غالب آتے اور کبھی وہ۔ بہت شدید جنگ ہوتی رہی۔ جب آخری حملہ میں شدید جنگ ہو رہی تھی تو مسلمانوں نے حضرت براءؓ کی خدمت میں عرض کی کہ اے براء بن مالک اپنے ربّ کو قسم دیں کہ وہ ان کو ہماری خاطر شکست دے دے۔ آپؓ نے دعا کی اَللّٰھُمَّ اھْزِمْھُمْ لَنَا وَاسْتَشْھِدْنِیْ کہ اے اللہ ان کو ہماری خاطر شکست دے اور مجھے شہادت عطا فرما۔ (اپنی شہادت کی بھی ساتھ دعا کی) آپؓ مستجاب الدعوات تھے۔ ان کی دعائیں بڑی قبول ہوتی تھیں۔ اس دعا کے بعد مسلمانوں نے دشمنوں کو شکست دی اور ان کو ان کی خندقوں میں داخل ہونے پر مجبور کر دیا۔ اور پھر حملہ کر کے ان کے شہر میں داخل ہو گئے اور شہر کا احاطہ کر لیا۔

سوال: حضرت ماسٹر عبدالرحمنؓ صاحب کی قبولیت دعا کے بارے میں مولوی عبدالرحیم صاحب عارف نے کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت ماسٹر عبدالرحمنؓ صاحب کی قبولیت دعا کے بارے میں مولوی عبدالرحیم صاحب عارف مبلغ ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ ہماری جماعت میں ماسٹر صاحب پڑھا رہے تھے تو ایک خط آنے پر بڑے فکر مند ہو گئے اور ٹہلنے لگے۔ پھر ایک کھڑکی کی طرف منہ کر کے دعا کرنے لگے۔ تو میرے دریافت کرنے پر فرمایا کہ پھر بتاؤں گا۔ ایک مشکل میں پڑ گیا ہوں تم بھی دعا کرو۔ چنانچہ چند گھنٹے کے بعد آپ نے مجھے اپنے دفتر میں بلایا۔ ڈاکیا ایک منی آرڈر لایا ہوا تھا۔ فرمایا کہ عزیز بشیر احمد کا مونگ رسول سے خط آیا ہے (سردار بشیر احمد ان کے بیٹے تھے جو مونگ میں پڑھتے تھے) کہ آپ نے خرچ نہیں بھیجا مجھے تکلیف ہے۔ اور ماسٹر صاحب کہتے ہیں کہ مجھے کہیں سے روپیہ کی امید نہیں تھی۔ مَیں نے دعا کی تھی کہ اے اللہ تو رازق ہے بچہ پردیس میں ہے۔ میرے پاس رقم نہیں، تیرے پاس بے انتہا خزانے ہیں تُو کوئی سامان کردے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یہ سامان کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کے پیسوں کا انتظام ہو گیا۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کیا نظارہ جماعت کے برگزیدہ لوگوں کے بارے میں دکھایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک نظارہ جماعت کے ایسے برگزیدہ لوگوں کے بارے میں دکھایا تھا جس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: میں نے دیکھا کہ رات کے وقت میں ایک جگہ بیٹھا ہوں (رات کا وقت ہے میں ایک جگہ بیٹھا ہوں) اور ایک اور شخص میرے پاس ہے۔ تب مَیں نے آسمان کی طرف دیکھا تو مجھے نظر آیا بہت سارے ستارے آسمان پر ایک جگہ جمع ہیں۔ تب مَیں نے ان ستاروں کو دیکھ کر اور انہی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ ”آسمانی بادشاہت“ پھر معلوم ہوا کہ کوئی شخص دروازے پر ہے اور کھٹکھٹاتا ہے۔ جب مَیں نے کھولا تو معلوم ہوا کہ ایک سودائی ہے جس کا نام میراں بخش ہے۔ اس نے مجھ سے مصافحہ کیا اور اندر آ گیا۔ اس کے ساتھ بھی ایک شخص ہے مگر اس نے مصافحہ نہیں کیا اور نہ وہ اندر آیا۔ اس کی تعبیر مَیں نے یہ کی کہ آسمانی باشاہت سے مراد سلسلے کے برگزیدہ لوگ ہیں۔ جن کو خدا زمین پر پھیلاوے گا۔ اور اس دیوانے سے مراد کوئی متکبر مغرور متموّل یا تعصب کی وجہ سے کوئی دیوانہ ہے خدا اس کو توفیق بیعت دے گا۔ اور پھر الہام ہوا لَا تَخَفْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا گویا میں کسی دوسرے کو تسلّی دیتا ہوں کہ تو مت ڈر بے شک خدا ہمارے ساتھ ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کو تہجد کی نماز کی تلقین کرتے ہوئے کیا فرمایا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ تہجد کی نماز کو لازم کر لیں جو زیادہ نہیں وہ دو ہی رکعت پڑھ لے۔ کیونکہ اسکو دعا کرنے کا موقعہ بہرحال مل جائے گا۔ اسوقت کی دعاؤں میں خاص تاثیر ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ سچے درد اور جوش سے نکلتی ہیں۔ جب تک ایک خاص سوز اور درد دل میں نہ ہو اس وقت تک ایک شخص خواب راحت سے بیدار کب ہو سکتا ہے؟ پس اس وقت کا اٹھنا ہی ایک درد دل پیدا کر دیتا ہے جس سے دعا میں رقت اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یہی اضطراب اور اضطرار قبولیت دعا کا موجب ہو جاتے ہیں۔

✡✡✡✡

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 27/نومبر 2024ء بروز بدھ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

(نماز جنازہ حاضر)

مکرم اختر حسین صاحب

ابن مکرم نیک محمد صاحب مرحوم

(برمنگھم ویسٹ۔ یوکے)

23/نومبر 2024ء کو 75 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے والد مکرم نیک محمد صاحب نے 1950ء کی دہائی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی توفیق پائی۔ مرحوم جنوری 2024ء میں پاکستان سے یوکے آئے تھے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، نیک مخلص اور سلسلہ کے ایک دیرینہ خادم تھے۔ خلافت سے پیار اور وفا کا تعلق تھا۔ آپ نے 35 سال سے زائد عرصہ بطور اعزازی معلم خدمت کی توفیق پائی۔ زیادہ عرصہ سندھ اور کچھ عرصہ لاہور میں تعینات رہے۔ آپ ایک پُرجوش داعی الی اللہ تھے اور آپ کی تبلیغ سے متعدد احباب کو بیعت کی توفیق ملی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 2 بیٹیاں اور 3 بیٹے شامل ہیں۔

(نماز جنازہ غائب)

(1) مکرمہ رضیہ احمد صاحبہ

بنت مکرم پروفیسر محمد ابراہیم ناصر صاحب مرحوم

(مالٹن یارک شائر۔ یوکے)

9/نومبر 2024ء کو 82 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ جامعہ نصرت کالج ربوہ میں 1972ء تک شعبہ تدریس سے منسلک رہیں۔ شادی کے بعد یوکے آ گئیں اور زندگی کا بیشتر حصہ گلاسگو میں گزارا اور وہاں صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، شفیق، ملنسار، خوش اخلاق، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ ہمیشہ وفا کا تعلق رکھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی شامل ہیں۔

(2) مکرم مرزا نسیم احمد صاحب

ابن مکرم مرزا نذیر احمد صاحب

(ربوہ)

17/اکتوبر 2024ء کو 70 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کے پڑدادا مکرم حاجی فتح محمد صاحب (آف سیالکوٹ) نے 1904ء میں بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔ مرحوم نے محلہ حسن آباد ملتان میں سیکرٹری مال اور صدر جماعت کے علاوہ محلہ دارالنصرت ربوہ میں سیکرٹری تحریک جدید اور معاون سیکرٹری اصلاح وارشاد دفتر صدر عمومی کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، خاموش طبیعت کے مالک، دعا گو، مخلص اور نیک انسان تھے۔ بچوں کو بھی نماز پر ساتھ لے کر جاتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

(3) مکرم طارق ہمایوں مانگٹ صاحب

ابن مکرم ہدایت اللہ مانگٹ صاحب

(مانگٹ اونچا ضلع حافظ آباد)

29/اگست 2024ء کو 61 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم مقامی سطح پر نائب صدر، سیکرٹری وقف جدید اور زعیم انصار اللہ کے طور پر خدمت بجا لا رہے تھے۔ قبل ازیں واہ کینٹ میں ملازمت کے دوران بھی جماعتی اور تنظیمی سطح پر خدمت کی توفیق پائی۔ خلافت سے اخلاص کا گہرا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

(4) مکرم ارشد محمود بھٹی صاحب

ابن مکرم حاجی محمد شریف بھٹی صاحب

(دنیاپور ضلع لودھراں)

5/نومبر 2024ء کو 62 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ کوئٹہ میں محکمہ تعلیم سے ریٹائرمنٹ کے بعد وکالت کا پیشہ اختیار کیا اور کوئٹہ کے حالات خراب ہونے پر دنیاپور میں مستقل رہائش اختیار کر لی اور یہاں بھی وکالت کے پیشہ سے منسلک رہے۔ مرحوم ضلع بھر میں اکیلے احمدی وکیل تھے۔ دنیاپور قبرستان کے حصول کے لیے بہت محنت سے کام کیا۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، تہجد گزار، خوش اخلاق، ہمدرد، مخلص اور نیک فطرت انسان تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ باقاعدگی سے کرتے تھے۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا اور سرکاری اور غیر سرکاری عمائدین کو بڑی حکمت کے ساتھ پیغام پہنچاتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

✡✡✡✡

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 30/نومبر 2024ء بروز ہفتہ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

(نماز جنازہ حاضر)

(1) مکرمہ رشیقہ باجوہ صاحبہ

اہلیہ مکرم نسیم احمد باجوہ صاحب

(مربی سلسلہ بیت الفتوح۔ یوکے)

27/نومبر 2024ء کو 75 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ مکرم مولانا محمد سعید انصاری صاحب مرحوم (سابق مبلغ انڈونیشیا و ملائیشیا) کی بیٹی تھیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، تہجد گزار، خوش اخلاق، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام کتب کا دور مکمل کیا ہوا تھا۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد نصرت گرلز ہائی سکول میں بطور ٹیچر کام کرتی رہیں۔ 1979ء میں اپنے شوہر مکرم نسیم احمد باجوہ صاحب کے ساتھ یوکے

آ گئیں اور ان کے ساتھ ساؤتھ ہال، مسجد فضل، برمنگھم، بریڈ فورڈ اور لندن میں خدمت کی توفیق پائی۔ 1990ء سے 1992ء تک تنزانیہ میں رہیں۔ بچپن ملائیشیا میں گزرا۔ ملائیشین زبان جانتی تھیں۔ اس لیے ربوہ میں جلسہ سالانہ پر انڈونیشین اور ملائیشین مہمانوں کی خدمت پر معمور ہوتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ تین بیٹیاں شامل ہیں۔

(2) مکرم ناصر محمود سجاد صاحب
ابن مکرم رشید احمد سجاد صاحب
(ہنسلو۔ یوکے)

28 نومبر 2024ء کو 52 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت محمد اسماعیل جلال پوری صاحب رضی اللہ عنہ کے پڑنواسے اور مکرم حکیم محمد دین صاحب آف گوجرانوالہ کے پڑپوتے تھے۔ مرحوم نے جماعت کے ساتھ مضبوط تعلق قائم رکھا۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند نیک مخلص اور باوفا انسان تھے۔ طویل بیماری کا مقابلہ بڑی بہادری اور صبر کے ساتھ کیا۔ آپ نے کمپیوٹر سائنس میں ماسٹرز کیا ہوا تھا۔ ریڈیو وائس آف اسلام میں Pathway to Peace پروگرام کے بہت ایکٹو Presenter تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں والد کے علاوہ 3 بھائی، اہلیہ اور 3 بچے شامل ہیں۔

(نمازِ جنازہ غائب)

(1) مکرم بشیر احمد صاحب
ابن مکرم غلام محمد صاحب
(ٹھروہ ضلع سیالکوٹ)

17 نومبر 2024ء کو ایک حادثہ میں 70 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے دادا حضرت چودھری رحمت علی صاحب رضی اللہ عنہ اور نانا حضرت چودھری الٰہی بخش صاحب رضی اللہ عنہ دونوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، بے شمار خوبیوں کے مالک ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ چندہ جات میں باقاعدہ تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کی اپنی کوئی فیملی نہیں تھی۔ پسماندگان میں دو بہنیں شامل ہیں۔

(2) مکرمہ ناصرہ بیگم صاحبہ
اہلیہ مکرم حبیب احمد سیٹھی صاحب
(نصرت آباد اسٹیٹ ضلع میر پور خاص)

30 اکتوبر 2024ء کو 85 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ خلافت ثانیہ کے دور میں آپ کے والد مکرم چودھری علی محمد صاحب مرحوم کے ذریعہ ہوا جو حضرت نواب عبد اللہ خان صاحب آف مالیر کوٹلہ کے منشی تھے۔ مرحومہ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، دعا گو اور باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والی، ملنسار، خوش مزاج، مہمان نواز، ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور پانچ بیٹے شامل ہیں۔ آپ کی بیٹی مکرمہ عفت حلیم صاحبہ کی شادی ڈاکٹر عبد الحلیم صاحب (انچارج احمدیہ مسلم کلینک لائبیریا) سے ہوئی۔ جو آجکل نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ لائبیریا کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہی ہیں۔

(3) مکرم محمود اختر گل صاحب
ابن مکرم فیض دین صاحب
(ربوہ)

11 نومبر 2024ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے دادا مکرم میاں فضل دین صاحب اور ان کے تین بھائیوں نے اپنے والد محترم میاں رحیم بخش صاحب کے ساتھ 1889ء میں بیعت کی سعادت حاصل کی۔ مرحوم نے محلہ میں سیکرٹری ضیافت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مالی قربانی میں پیش پیش رہتے۔ اپنے تمام چندے سال شروع ہونے کے ساتھ ہی ادا کرتے اور اس کے علاوہ اضافی چندہ جات بھی ادا کرتے رہتے تھے۔ مرحوم کبڈی کے بہت اچھے کھلاڑی تھے اور طاہر کبڈی ٹورنامنٹ میں ربوہ کی طرف سے کھیلتے تھے۔ مرحوم کو 1974ء میں اسیر راہ مولا ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ جماعتی خدمت اور ضرورت مندوں کی مدد کے لیے ہر وقت تیار رہتے۔ مرحوم کو خلافت کے ساتھ بے پناہ اطاعت اور احترام کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور 5 بیٹیاں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

بقیہ آن لائن ملاقات از صفحہ نمبر 15

رپورٹ تیار کی جائے نیز ٹوکیو (انتظامیہ) اور اراکین عاملہ سے بھی بات کی جائے۔

حضور انور نے صدر جماعت و مشنری انچارج جاپان سے ٹوکیو میں مقیم جماعت کے ارکان کی تعداد کے بارے میں دریافت کیا، جس پر انہوں نے بتایا کہ یہ تعداد تقریباً ایک سو یا اس سے زیادہ ہے۔ حضور انور نے مزید استفسار فرمایا کہ کیا ٹوکیو میں کوئی خاص جگہ ہے جہاں احمدیوں کی ایک خاصی تعداد رہتی ہے؟ اس پر موصوف نے اثبات میں جواب دیا اور عرض کیا کہ مذکورہ جگہ کافی مہنگی اور ان کے بجٹ سے باہر ہے۔

حضور انور کی جانب سے ہفتہ وار نفلی روزہ اور روزانہ دو نوافل کی ادائیگی کی تحریک کے ضمن میں ایک ممبر مجلس عاملہ نے عرض کیا کہ ان کے ذہن میں یہ تجویز ہے کہ اس کا اہتمام مرکزی سطح پر کیا جائے اور تمام جماعتوں میں جلسہ جات اور اجتماعات منعقد کر کے احباب کو اس طرف توجہ دلائی جائے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ وقتی طور پر اس وقت ضرورت تھی اس لیے کہہ دیا۔ اس کے بعد بھی جن لوگوں نے جاری رکھنا ہوتا ہے وہ کرتے ہیں۔ روزے بھی رکھتے ہیں اور نفل بھی پڑھتے ہیں۔

جماعتی طور پر کیا کیا جائے؟ آپ لوگوں کو ہے کہ بس دن منائے جائیں اور ان دنوں، سال میں، چار دن عمل کر لو اس کے بعد ختم۔ حالانکہ دعاؤں، عبادات اور نیک کاموں کے لیے ایسا نہیں ہوتا۔ دن تو صرف عادت ڈالنے کے لیے ہوتے ہیں۔ وہ عادت ڈالنے کے لیے کہہ دیا تھا، اس کے بعد آپ لوگوں کا فرض ہے اس پر قائم رہیں۔

حضور انور سے راہنمائی طلب فرمائی گئی کہ جماعتی یا ذیلی تنظیموں کے انتخابات یا شوریٰ میں شرکت کے لیے بقایا داران کی لسٹ بنائی ہوتی ہے تو اس میں ہم کوئی مدت لے لیں کہ پچھلے تین سال سے جو continuously چندہ دے رہا ہے، بقایا دار نہیں، ہم اس کو شامل کر سکتے ہیں یا پھر لانگ ٹرم کے لیے اگر کوئی آٹھ دس سال پہلے کچھ عرصہ کے لیے بقایا دار رہا ہے اور اس کے بعد اب وہ دو تین سال سے regularly دے رہا ہے، کیا ہم اس کو انتخابات میں شامل کر سکتے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہ ساری باتیں آپ کے قواعد میں لکھی ہوئی ہیں، آپ نے قواعد پڑھے ہیں؟ قواعد میں لکھا ہوا ہے کہ جو جماعتی چندوں میں چھ مہینے کا بقایا دار ہے یا ذیلی تنظیموں کے چندوں میں ایک سال کا بقایا دار ہے اس کو بقایا دار شمار کرنا ہے۔

تو اس کا مطلب ہے جب مرکز پچھلی باتوں کو ignore کر رہا ہے اور یہ دیکھ رہا ہے کہ ایک بندہ regular چندہ دیتا آ رہا ہے اس سال کا اس نے چندہ دے دیا یا دو سال کا چندہ دے دیا اس کی پہلے کوئی شکایت نہیں ہوئی اگر وہ اتنا بقایا دار تھا تو اس کے بارے میں کبھی آپ کی جماعت نے پوچھا نہیں کہ یہ اتنا بقایا دار ہے اس کو بقایا دار شمار کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ اب جب اس نے ایک سال کے چندہ میں سے چھ مہینے کا چندہ دے دیا اور صرف چھ مہینے کا بقایا دار ہے تو وہ قواعد کی رو سے حصہ نہیں لے سکتا۔ ہاں اگر وہ دو تین مہینے کا بقایا دار ہے اور چار سال پہلے اگر اس نے چندہ نہیں بھی دیا تو کوئی فرق نہیں پڑتا، وہ شامل ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ غلط ہے کہ آپ کسی بقایا دار کو پھر بھی انتخابات میں شامل کر لیں اور بعد میں اس کو کہہ دیں کہ اچھا اپنا بقایا چندہ ادا کر دو، وہ غلط ہے۔

ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہیے چندہ اصل میں ایک قربانی ہے، کوئی ٹیکس نہیں۔ اگر کوئی بندہ کسی وجہ سے چندہ ادا نہیں کر سکا اور اس کے حالات بھی ایسے ہیں کہ وہ چندہ ادا نہیں کر سکتا تو اس سے کہیں پھر تم لکھ کے مرکز سے، خلیفہ وقت سے اجازت لے لو کہ میں یہ چندہ نہیں ادا کر سکتا مجھے write off کر دیں۔ حسن ظن رکھتے ہوئے قواعد بنائے گئے ہیں، قواعد کا مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ کم از کم یہ معیار ہیں ان پر ضرور پورا اترو، کسی کو پکڑنا مقصد نہیں ہے۔

آخر پر حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ اللہ کے فضل سے لنگر خانے کا بہت اچھا ڈائننگ ہال 10x6 میٹر ہے۔ باہر صحن میں ٹینس کورٹ کی سائیڈ پر بن گیا ہے نیز اس کے علاوہ ایک بہت اچھا اور خوبصورت کچن بھی اس کے ساتھ ہی بنایا گیا ہے۔

اس پر حضور انور نے اظہار تشکر کرتے ہوئے تصویر بھجوانے کی تلقین فرمائی۔

از راہ شفقت اس کا کوئی نام تجویز کرنے کی درخواست پر حضور انور نے فرمایا کہ جیسا کہ پہلے ہی لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام سے یہ معروف ہے، لہٰذا اس نام کی موجودگی میں کوئی اور مخصوص نام دینے کی کیا ضرورت ہے؟

ملاقات کے آخر پر حضور انور نے فرمایا کہ چلو پھر اللہ حافظ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 6 جولائی 2023ء)

ارشاد حضرت امیر المومنین
خلیفۃ المسیح الخامس

اگر صحیح تقویٰ ہے تو اللہ تعالیٰ دنیاوی مسائل خود بخود حل کر دیتا ہے اور پھر دین کی خدمت کی توفیق ملتی ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 18 مئی 2018ء)

طالب دعا: بی۔ایس۔عبد الرحیم ولد مکرم شیخ علی صاحب مرحوم (صدر جماعت احمدیہ منگلور، کرناٹک)

ارشاد حضرت امیر المومنین
خلیفۃ المسیح الخامس

غیر چاہے اسلام کو قبول کریں یا نہ کریں لیکن اس بات کا ضرور اعتراف کرتے ہیں کہ اسلام کا خدا دعاؤں کو سننے والا خدا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26 جنوری 2018ء)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دار الرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کار پرداز قادیان)

مسل نمبر 12195: میں نازمین بنت مکرم نظام الدین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ طالبہ علم تاریخ پیدائش 5 اگست 2002ء پیدائشی احمدی ساکن: جماعت چندیریا ضلع چتوڑ گڑھ صوبہ راجستھان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16 نومبر 2024ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : اقرار احمد الامتہ : نازمین گواہ : محمد رفیق

مسل نمبر 12196: میں محمد سلیم میراسی ولد مکرم محمد سوائی خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ مزدوری اور کاروبار عمر 41 سال تاریخ بیعت: 1 جولائی 2013ء ساکن: محلہ ایف سی آئی گودام کے پیچھے چندیریا چتوڑ گڑھ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ: 16 نومبر 2024ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ خاکسار کا ایک پلاٹ 20x40 فٹ کا ہے، اس وقت اس کی قیمت پانچ لاکھ نوے ہزار روپے ہے۔ میرا گزارہ آمد از مزدوری و کاروبار ماہوار 20 ہزار روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : عنایت اللہ العبد : محمد سلیم میراسی گواہ : محمد رفیق

مسل نمبر 12197: میں منیب رحمان ولد مکرم مجیب رحمان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ اکاؤنٹنٹ عمر 22 سال پیدائشی احمدی ساکن: دارالامان مواتو پوزہ موداوورا رناکلم بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 3 جولائی 2024ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/17,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : مجیب رحمان العبد : منیب رحمان گواہ : محمد رفیع

مسل نمبر 12198: میں منی خاتون بنت مکرم سفیر الدین خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ درزی تاریخ پیدائش یکم جولائی 2000ء پیدائشی احمدی ساکن: کیئر آف سفیر الدین خان گاؤں گڑھپڑا پوسٹ آفس راؤت پڑا ضلع بالاسور صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 12 دسمبر 2024ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از سلائی ماہوار -/700 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شیخ علی قادر الامتہ : منی خاتون گواہ : شریف خان

مسل نمبر 12199: میں روحانہ خاتون زوجہ مکرم ضیاء الدین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 26 سال پیدائشی احمدی ساکن: اودے پور کٹیہ ضلع شاہ جہان پور صوبہ یوپی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29 جولائی 2024ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک عدد ہار 8 گرام، دو عدد چوڑیاں 8 گرام، ایک عدد انگوٹھی 2 گرام، ایک عدد پنڈل 2 گرام، ایک عدد ٹیکا 3 گرام، ایک عدد لونگ۔ ایک جوڑی ٹاپس (تمام زیورات 22 کیریٹ) زیور نقرئی: پائل 250 گرام، پائل 50 گرام، ایک عدد پائل ہتھ پھول، چار کنگن۔ حق مہر: 50 ہزار روپے ادا شد۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سرور احمد خان الامتہ : روحانہ خاتون گواہ : ضیاء الدین

مسل نمبر 12200: میں خلیل احمد ولد مکرم محمد شفیع مرحوم صاحب قوم احمدی مسلمان ریٹائرڈ تاریخ پیدائش: یکم جون 1957ء پیدائشی احمدی ساکن: بنگل باغبان محلہ طاہر قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2 فروری 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ چمن گنج میں دو فلیٹ میرے نام پر ہیں، بکر منڈی میں ایک مکان آدھا میرا آدھا میرے بھائی کا ہے، چار مرلے چھوٹے وائٹ ایوینو میں ایک پلاٹ ہے۔ میرا گزارہ آمد از کرایہ مکان ماہوار -/10,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد سعادت اللہ العبد : خلیل احمد گواہ : صالح محمد

مسل نمبر 12201: میں قیوم علی ولد مکرم جمال الدین علی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 48 سال پیدائشی احمدی ساکن: محلہ ناصر آباد قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 4 فروری 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ موڑا ضلع جے پور راجستھان میں ایک آبائی مکان ہے جو کہ مقبوضہ ہے اسکے کوئی کاغذات نہیں ہیں۔ پانچ بھائیوں کا ایک ہی مکان ہے۔ مکان کی وضع اس طرح ہے: کل اراضی 500sf پانچ صد (مربع فٹ) کی زمین پر دو کمرے تعمیر شدہ ہیں۔ علاوہ ازیں غسل خانہ اور بیت الخلاء بنا ہوا ہے۔ کل جائیداد کی اندازاً قیمت 5 لاکھ روپے ہے جس میں پانچوں بھائی حصہ دار ہیں۔ اس لحاظ سے ایک لاکھ روپے کی جائیداد خاکسار کے حصہ میں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/9,598 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : اطہر احمد شمیم العبد : قیوم علی گواہ : حافظ مظفر احمد طاہر

مسل نمبر 12202: میں زینت النساء زوجہ مکرم قیوم علی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 20 دسمبر 1982ء پیدائشی احمدی ساکن: محلہ ناصر آباد قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2 فروری 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر 10 ہزار روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : حافظ مظفر احمد طاہر الامتہ : زینت النساء گواہ : اطہر احمد شمیم

مسل نمبر 12203: میں عافیہ نعمان بنت مکرم محمد نعمان دہلوی صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش: 22/اپریل 1997ء پیدائشی احمدی ساکن: محلہ باب الابواب قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم اپریل 2024ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : صباح الدین الامتہ : عافیہ نعمان گواہ : محمد نعمان دہلوی

مسل نمبر 12204: میں منیب الرحمان میر ولد مکرم عبد الوہاب میر صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ انجینئر تاریخ پیدائش 10 نومبر 1965ء پیدائشی احمدی ساکن: فیض آباد کالونی، نائک ناغ نوگام سرینگر صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 4 فروری 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ (1) ساڑھے تین کنال زمین واقع آسنور (درکڑ باغ) جس میں سیب کے درخت ہیں (2) دو کنال تین مرلے زمین واقع کوریل (وادر کھاہ) جس میں سیب کا باغ ہے (3) ساڑھے 6 مرلے کا پلاٹ واقع بہشتی کالونی قادیان میں ہے (4) رہائشی مکان دو منزلہ واقع فیض آباد کالونی نوگام سرینگر جس میں میرا نصف حصہ ہے اور نصف مکان کی حصہ دار میری اہلیہ ہیں۔ یہ مکان 13 مرلے والے پلاٹ میں ہے۔ نصف حصہ کا حصہ جائیداد میری اہلیہ بعد از تشخیص ادا کرے گی (5) قادیان میں ایک پلاٹ 12 مرلے 92 فٹ واقع سول لائنز زیر نمبر 119/783 ہے۔ جس کا حصہ جائیداد میری اہلیہ نے زیر تشخیص فیصلہ کارپرداز 22-7-5/133 مکمل ادا کیا ہے۔ اس پلاٹ میں مکان کی تعمیر شروع ہوئی ہے۔ اس میں نصف مکان میرا ہے اس کا حصہ جائیداد میں ادا کروں گا۔ بینک میں -/7,10,250 (سات لاکھ دس ہزار دو سو پچاس) روپئے ہیں۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار ایک لاکھ 10 ہزار روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد ظفر اللہ دوانی العبد : منیب الرحمان میر گواہ : محمد صدیق نائک

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA

Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 74 Thursday 27 - March - 2025 Issue. 13

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

جماعت احمدیہ کی تاریخ میں 23/مارچ کا دن بڑی اہمیت کا حامل ہے
کیونکہ 23/مارچ 1889ء کو حضرت مسیح موعودؑ نے بیعت کے آغاز سے جماعت کی بنا ڈالی تھی

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 21/مارچ 2025ء بمقام مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا: پرسوں 23/مارچ ہے۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں 23/مارچ کا دن بڑی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ 23/مارچ 1889ء کو حضرت مسیح موعودؑ نے بیعت کے آغاز سے جماعت کی بنا ڈالی تھی۔ آپؑ کی بعثت عین اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق تھی۔ اس وقت اسلام کی کشتی ڈانواں ڈول ہی تھی۔ جب آپؑ نے بیعت لی اس وقت مسلمانوں کی حالت پر آپؑ کا دل خون کے آنسو روتا تھا۔ اسلام پر خاص طور پر عیسائیت کی طرف سے تابڑ توڑ حملے ہو رہے تھے۔ کوئی جواب دینے والا نہیں تھا۔ مسلمان علماء ڈرتے رہتے تھے۔ لاکھوں مسلمان عیسائیت کی گود میں گر رہے تھے۔

اس وقت جب مسلمانوں کی یہ حالت تھی تو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہی تھے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے کھڑے ہوئے اور اسلام کے دفاع میں ایک جری اللہ کا کردار ادا کیا۔

بیعت لینے سے پہلے آپؑ نے اس درد کی وجہ سے ایک کتاب بھی لکھی جو براہین احمدیہ کے نام سے موسوم ہے۔ اس میں آپ نے دشمنوں کے، مخالفین اسلام کے حملوں کے دندان شکن جواب دیے۔ اور آپ نے اس میں قرآن کریم کے کلامِ الٰہی ہونے، اور بے نظیر کتاب ہونے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سچے اور صادق اور آخری نبی ہونے کے ناقابلِ تردید دلائل پیش فرمائے۔ فرمایا کہ جو ان دلائل کو ردّ کرے گا اس کے لیے چیلنج ہے۔ فرمایا جو اس کا تیسرا یا چوتھا یا پانچواں حصہ بھی ردّ کر دے تو دس ہزار روپے انعام دوں گا جو اس وقت ایک بہت بڑا انعام تھا۔ اس وقت مسلمانوں کو حوصلہ ہوا کہ اسلام بھی کوئی مذہب ہے۔ علماء نے بڑی تعریف کی۔ حضرت مسیح موعودؑ کی اسلام کی اس خدمت کی وجہ سے لوگوں نے کہا کہ ہم سے بیعت لیں۔ لیکن آپؑ کو اس وقت حکم نہ تھا لیکن جب حکم ہوا تو بیعت لی۔ پھر یہ بھی اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ یہ بھی اعلان کر دو کہ تم مسیح موعود اور مہدی معہود ہو۔ آپؑ نے دسمبر 1888ء میں تبلیغ کے نام سے بیعت کے لیے اعلان شائع فرمایا کہ اِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ۔ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا۔ اَلَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُاللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ۔ یعنی جب تو عزم کر لے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر اور ہمارے سامنے اور ہماری وحی کے تحت کشتی تیار کر۔ جو لوگ تیرے ہاتھ پر بیعت کریں گے وہ تجھ سے نہیں خدا سے بیعت کریں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے نشانات بھی دکھائے جن میں خاص طور پر کسوف و خسوف کا آسمانی نشان ہے۔ جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میرے مہدی کی آمد کا خاص نشان ہے جو مقررہ تاریخوں پر لگنا تھا۔ جو 1894ء میں مشرق میں اور 1895ء میں مغرب میں لگا۔

یہ واضح کر دوں کہ آپؑ کے زمانے میں لگنے والا گرہن مشرق و مغرب میں لگا تھا۔ اس سال کا گرہن مغرب میں لگ رہا ہے اور یہ لگ بھی تھوڑے حصے میں رہا ہے۔ سورج کا 30-25 فیصد حصہ کور ہوگا۔ آپؑ کے زمانہ میں 100-75 فیصد تک لگا تھا۔ جب شروع ہوا تو حضرت مسیح موعودؑ کو دکھایا گیا تو آپؑ نے فرمایا کہ ہم نے تو دیکھ لیا لیکن مخالفین اس سے کوئی اثر نہ لیں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپؑ نے 12 /جنوری 1889ء کو ''تکمیل تبلیغ'' کے نام سے اشتہار شائع فرمایا اور اس میں دس شرائط بیعت رکھیں۔ ہم جانتے ہیں ایک احمدی ہونے کے لیے ان دس شرائط پر عمل کرنا اور انہیں بدل و جان قبول کرنا ضروری ہے۔ یہ فرمایا کہ عہد کرے کہ شرک سے بچتا رہوں گا۔ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہوں گا۔ نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوں گا۔ نمازوں کی طرف توجہ دوں گا۔ تہجد پڑھوں گا، گناہوں کی معافی مانگوں گا۔ استغفار کروں گا۔ جوش نہ دکھاؤں گا کہ کسی کو کوئی تکلیف پہنچے۔ اللہ کی رضا پر راضی رہوں گا۔ قرآن کے ہر حکم پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا۔ پھر عاجزی، فروتنی، مسکینی اور حلیمی کو اپناؤں گا اور تکبر اور نخوت سے بچوں گا۔ بنی نوع کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کروں گا۔ بیعت کے اقرار کی مرتے دم تک پابندی کروں گا۔ اور معروف بات کی پیروی کروں گا۔ اور ایسا تعلق رکھوں گا جو دنیا کے رشتے میں نہیں پایا جاتا۔

حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عشق کا حال جو حضرت مسیح موعودؑ کے دل میں تھا اس کا نقشہ آپ کے ایک اقتباس میں یوں ملتا ہے۔ فرمایا کہ مَیں ہمیشہ تعجب کی نگہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے ''صلی اللہ علیہ وسلم'' (ہزار ہزار درود اور سلام اُس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اُس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اُس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دُنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اُس کو دُنیا میں لایا۔ اُس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی۔ اِس لیے خدا نے جو اُس کے دل کے راز کا واقف تھا اُس کو تمام انبیاء اور تمام اوّلین اور آخرین پر فضیلت بخشی اور اُس کی مُرادیں اُس کی زندگی میں اُس کو دیں۔

پھر آپؑ نے اپنی جماعت کو نصیحت فرمائی کہ مسیح موعود کے ساتھ صحابہؓ جیسے لوگ ہوں گے۔ پس جب یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، جب ہم بیعت میں آئے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام روشن کریں گے، اسلام کا نام روشن کریں گے اور اسلام کی تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچائیں گے تو پھر ہمیں وہ صحابہؓ کا رنگ بھی اختیار کرنا ہوگا۔

فرمایا کہ ہمارے ہادیٔ اکملؐ کے صحابہؓ نے اپنے خدا اور رسول کے لیے کیا کیا جان نثاریاں کیں۔ جلاوطن ہوئے، ظلم اُٹھائے، طرح طرح کے مصائب اٹھائے، جانیں دے دیں لیکن صدق و وفا کے ساتھ قدم مارتے گئے۔ پس وہ کیا بات تھی کہ جس نے انہیں ایسا جان نثار بنا دیا وہ سچی الٰہی محبت کا جوش تھا جس کی شعاع ان کے دل میں پڑ چکی تھی۔ سو خواہ کسی نبی کے ساتھ مقابلہ کر لیا جاوے۔ آپؐ کی تعلیم، تزکیہ نفس، پیرووں کو دنیا سے متنفر کرا دینا، شجاعت کے ساتھ صداقت کے لیے خون بہا دینا اس کی نظیر کہیں نہ مل سکے گی۔ سو یہ مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہؓ کا ہے اور ان میں جو آپس میں تالیف و محبت تھی اس کا نقشہ دو فقروں میں بیان کیا ہے: وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّا اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ۔ یعنی جو تالیف ان میں ہے وہ ہرگز پیدا نہ ہوتی۔ خواہ سونے کا پہاڑ بھی دیا جاتا۔

حضور انور نے حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کو نصائح پر مشتمل بعض پُر معارف ارشادات کا تذکرہ فرمایا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ قرآن کریم پڑھو مگر قصے کے طور پر نہیں۔ کہانی کے طور پر نہیں۔ ایک جگہ فرمایا کہ لوگ کیسا خوش الحانی سے قرآن پڑھتے ہیں لیکن حلق سے نیچے نہیں اترتا۔ قرآن کریم جس کا دوسرا نام ذکر ہے انسان کو اپنے اندر چھپی ہوئی اور فراموش ہوئی صداقتوں کو یاد دلانے کے لیے آیا۔

قرآن اِس زمانہ میں بھی ذکر ہے اور اس کو سکھانے کے لیے ایک معلم آسمان سے آیا ہے جو کہ وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ کا مصداق آج موجود ہے۔

جو ہمارے مخالف ہیں یہ ہمارے ہی نہیں بلکہ یہ خدا کے وعدوں کی قدر نہ کرنے والے ہیں۔ یہ وہ ہیں جن کے حلق سے قرآن نیچے نہیں اترتا۔ واعظ کی نصیحت بھی نہیں سنتے۔ خدا تو صبر اور حسن ظن سے کام لینے کے لیے کہتا ہے اور یہ صرف مخالفت کرتے ہیں۔ آج اسلام کے علاوہ کوئی مذہب نہیں جو لوگوں کو زندگی بخش سکتا ہے اور خدا اس کام کو کرنے کے لیے وسائل اپناتا ہے خواہ وہ ہمیں نظر اور سمجھ آئیں یا نہیں۔

جیسے پہلے زمانے میں خدا نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نازل کر کے نور اتارا اس زمانے میں خدا نے مجھے نازل کیا ہے۔ مَیں خدا کی طرف سے ہوں چاہو تو تم مجھے مانو یا نہ مانو۔

خدا نے چاہا کہ آخری دَور میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ مسیح موعود کے ہاتھ سے ہی ہو۔ اسی لیے اس کو کاسر صلیب کا لقب دیا گیا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ جب خدا نے حضرت مسیح موعودؑ کو بھیجا تب یہ عیسائی فتنہ اس زور سے تھا کہ جو پہلے زمانہ میں نہیں ملتا۔ تو کیا اس فتنہ کے وقت خدا کی غیرت کا تقاضا نہ تھا کہ وہ کاسر صلیب کو بھیجے اس لیے اس نے مسیح موعود کو بھیجا۔

آج یہ اس جماعت کا کام ہے کہ وہ مسیح موعود کے کام کو آگے بڑھائیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، اسلام، قرآن پر اعتراض کرنے والوں کے مدلل جواب دیں اور اس فتنے کا سر کچلیں۔

یہ خدا کا وعدہ ہے کہ مسیح موعودؑ کی صداقت دنیا میں پھیلنی تھی اور پھیلی ہے اور پھیلے گی، چاہے اپنے مخالفت کریں یا غیر، اس کا کوئی اثر نہ ہوگا۔

لوگ کہتے ہیں کہ یہ مسیح موعود کیوں آیا جب کہ ہم تمام ارکان اسلام بجا لاتے ہیں؟ اس کا جواب خود حضورؑ نے دیا کہ تمہاری اپنی حالت اس کا جواب ہے کہ باوجود اعمال صالحہ کے نیک اثرات کیوں نہیں نکل رہے۔ ان کے تمام اعمال اعمال صالحہ کے رنگ میں نہیں ہیں بلکہ محض ایک پوست کی طرح ہیں۔ ایک شیل ہے جس میں مغز نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ کوئی تو کمی ہے۔ کیونکہ اصل تقویٰ نہیں رہا۔ مسلمان خود بھی آج یہ اقرار کرتے ہیں کہ ہم تنزل میں ہیں اور ایک مصلح کو آنا چاہیے جو ہماری مدد کرے۔

فرمایا: یہ ہمارے مخالف بھی ہمارے نوکر چاکر ہیں کہ ہمارا پیغام ایک طرح سے زمین میں پھیلا رہے ہیں گو مخالفت سے ہی سہی۔

مجھے کہتے ہیں کہ دکانداری پھیلائی ہوئی ہے اگر اس کو درست کہنا ہے تو ہاں ہمارا کام دنیاداری کے لیے مثل مردہ کے ہے۔ ہمارا کام دین کو بدعات سے بچانا ہے اور اسلام سمیت دوسرے ادیان کی حقیقت کو ظاہر کرنا ہے۔ خدا نے بطور رحمت قرآن اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھیجا۔ رمضان کے دنوں میں قرآن پڑھنے، سمجھنے اسلامی تعلیمات کو اپنانے اور اس کا دنیا میں پرچار زیادہ سے زیادہ کر کے ہمیں حضرت مسیح موعود کے مشن کو آگے بڑھانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور نے پاکستان کے احمدیوں، مسلمان امت اور فلسطینی مسلمانوں کے لیے دعا کی تحریک فرمائی۔

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad